رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم اے، پی ایچ ڈی)

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶۔۵۔ای، ناظم آباد کراچی ۱۸
اسلامی جمہوریہ پاکستان

تاریک فضاؤں میں بھٹکنے والے بھٹک رہے ہیں ـــــ اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں ـــــ
راستہ نہیں پاتے ـــــ کیا کریں کیا نہ کریں ـــــ کدھر جائیں کدھر نہ جائیں ـــــ سنو سنو
ـــــ یہ کیسی آواز آرہی ہے ـــــ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ـــــ ہاں، کہو کہو ـــــ ہم کو سیدھے راستے پر چلا ـــــ ان پیاروں کا راستہ
جن پر تو نے انعام فرمایا ـــــ اس سے بڑھ کر اور کیا انعام ہوگا کہ وہ کریم اپنی اور اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے کسی کا دل جگمگا دے
ـــــ تو جن کے دل جگمگا گئے ان کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے ـــــ اور کوئی راستہ راستہ ہی نہیں کہ راستہ وہی ہے جو منزل تک پہنچا دے
ـــــ منزل بغیر نورِ ایمان نظر نہیں آسکتی اور ایمان بغیر اللہ اور رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت کے میسر نہیں آسکتا ـــــ عقل کے بس کی
بات نہیں کہ وہ منزل پاسکے ـــــ زندہ دل ہی منزل پاسکتا ہے ـــــ تو زندہ دلوں کو اپنا راہنما بنایئے ـــــ محمد مصطفٰے صلی اللہ
علیہ وسلم کے عاشقوں کو اپنا قائد بنایئے ـــــ انہی کے نشانِ قدم کو قرآنِ حکیم "صراطِ مستقیم" کہہ رہا ہے ـــــ انہی کے نقشِ پا کو قرآنِ مجید
منزل بتا رہا ہے ـــــ قرآن کی آواز پر لبیک کہیئے ـــــ آگے بڑھیئے اور اُن کا دامن تھام لیجیے جنہوں نے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
کا دامن تھام لیا ہے ـــــ ہاں انہی دامن تھامنے والوں میں ایک وہ عاشق بھی تھا جس نے عالمِ اسلام میں عشقِ مصطفٰے کی دھوم مچائی ـــــ
علم و عمل میں یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں ـــــ عشق ہی نے اس کو ذرے سے آفتاب بنایا ـــــ آج پھر اسکی ضیا پاشیوں کیلئے آنکھیں
ترس رہی ہیں ـــــ آج پھر اس کا نغمۂ مستانہ سننے کے لئے سب کان لگائے بیٹھے ہیں ـــــ

نام کتاب .... رہبر و رہنما

تصنیف .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

طابع .... حاجی محمد الیاس مسعودی

مطبع .... برکت پریس

صفحات ۳۶

سن اشاعت .... ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... ادارۂ مسعودیہ کراچی

ہدیہ ....

ملنے کے پتے

☆☆☆

۱۔ ادارۂ مسعودیہ: ۲/۶،۵۔ ای ناظم آباد، کراچی۔ فون 6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز: ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم اے۔ جناح روڈ، عیدگاہ کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ فرید بک اسٹال: 38۔ اردو بازار، لاہور فون: 042-7224899-7312173

۴۔ ضیاء القرآن: 4۔ اقبال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون: 2630411-2210212

۵۔ مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵ فون: 4910584-4926110

۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کنڈہالہ (مجاہد آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر

۴

امام احمد رضا کو کون نہیں جانتا ـــــ سب جانتے پہچانتے ہیں ـــــ وہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ/۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف
(بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو اسی شہر میں وصال فرمایا ـــــ تقریباً ۱۴ برس کی عمر میں درس نظامی سے فارغ
ہوئے اور ان کا شمار علماء میں ہونے لگا، وہ معقولات و منقولات کے فاضل اور اپنے دور کے عظیم عبقری تھے ـــــ پچپن علوم و فنون میں مہارت
حاصل تھی ـــــ انہوں نے ہر فن میں علمی یادگار چھوڑی ہے ـــــ ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ـــــ ان کا ترجمۂ
قرآن کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) اردو تراجم کے سارے ذخیرے میں امتیازی شان رکھتا ہے ـــــ یہ نہ کسی ترجمے کا ترجمہ ہے اور نہ
ترجموں کی ترجمانی ـــــ یہ تو براہ راست قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہے ـــــ تفسیر میں امام احمد رضا کی شان یہ تھی کہ صرف سورۂ والضحیٰ کی چند آیتوں
کی تفسیر ۶۰۰ صفحات سے بھی تجاوز کر گئی ـــــ زندگیاں ملتیں تو وہ تفسیر لکھتے ـــــ ایک زندگی تو تفسیر کے لئے کافی نہ تھی ـــــ علم حدیث
میں انکا یہ مقام کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا رحمٰن علی امام احمد رضا کی تصنیف الروض البہیج فی آداب التخریج (۱۲۹۶-۹۹ھ) کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

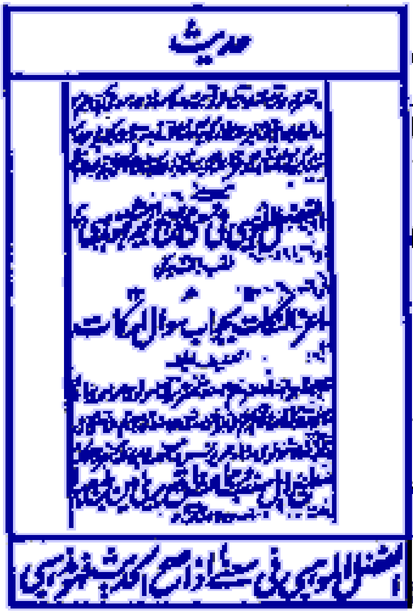

کہ اگر اس فن میں پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو پھر امام احمد رضا کو اس فن کا موجد کہا جائیگا ـــــ مسلک
دیوبند کے جید عالم مولانا نظام الدین احمد پوری (سابق ریاست بہاولپور، پاکستان) کو جب فن حدیث میں امام احمد رضا
کی کتاب الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) کے منازل حدیث سے متعلق ابتدائی
اوراق سنائے گئے تو انہوں نے حیرت سے فرمایا ـــــ یہ منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے؟ ـــــ
افسوس ہیں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر رہے فیض نہ لیا ـــــ امام احمد رضا جس شان کے محدث تھے اسی
شان کے فقیہ بھی تھے ـــــ صاحب نزہۃ الخواطر سید عبدالحی ندوی کی رائے میں جزئیات فقہیہ پر امام احمد رضا
کو جو عبور حاصل تھا وہ ان کے معاصر علماء میں کسی کو حاصل نہ تھا ـــــ امام احمد رضا کا عظیم مجموعۂ فتاویٰ العطایا النبویۃ

(۴)

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

فی الفتاوی الرضویہ ان کی ضخامت پر گواہ ہے ـــــ ماہرین قانون میں ڈاکٹر محمد اقبال اور بمبئی ہائیکورٹ کے پارسی جج پروفیسر ڈی ایف ملّا نے فتاوی رضویہ کو سراہا ہے اور اسے عظیم شاہکار قرار دیا ہے علمائے عرب و عجم نے تو دل کھول کر تعریف کی اور انہیں اس صدی کا مجدد قرار دیا ـــــ امام احمد رضا کے دارالافتاء میں برّ اعظم ایشیا، برّ اعظم یورپ، برّ اعظم امریکہ، برّ اعظم افریقہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے ـــــ یہ امتیاز و مقبولیت یہ حیثیت صرف اور صرف امام احمد رضا ہی کو حاصل تھی ـــــ علماء دین مفتیان شرع متین اور قاضیان عدالت سب ان سے مستفید ہوتے تھے ۔

منقولات و معقولات میں انہوں نے تقریباً ایک ہزار کارنامے انجام دئے ـــــ انہوں نے عربی میں تحقیقی مقالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) پیش کر کے علمائے عرب کو حیرت میں ڈال دیا ـــــ ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ حل کر کے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین کو متحیر کر دیا اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ امام احمد رضا نوبل پرائز کے مستحق ہیں ـــــ قصیدہ معراجیہ لکھ کر ادیبوں اور شاعروں کو انگشت بدنداں کر دیا ـــــ ادب کی نازک خیالیوں اور سائنس کی دریافتوں کو اپنی ذات میں جمع کر کے الازہر یونیورسٹی قاہرہ مصر کے پروفیسر محی الدین الوائی کو حیرت میں ڈال دیا ـــــ

◎

دور جدید کیلئے امام احمد رضا کے ہمہ گیر علمی کام کا ایک پہلو نہایت اہم اور دلچسپ ہے ـــــ امام احمد رضا نے اپنی تحقیقات و تصنیفات میں قدیم و جدید فلسفیوں اور سائنسدانوں کی تحقیقات و تخلیقات کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور علمی گرفتیں کی ہیں ـــــ مثلاً ابن سینا، نجم الدین علی بن محمد القزوینی، شمس الدین محمد بن مبارک میرک بخاری، امام غزالی، عبدالرحمن بن احمد الایجی، سعدالدین مسعود بن عمر تفتازانی، نصیرالدین بن جعفر بن محمد طوسی، عبداللہ بن عمر بیضاوی، ملا محمد جونپوری، ہرزک، نیوٹن، البرٹ آئن سٹائن وغیرہ وغیرہ ـــــ امام احمد رضا نے فوزِ مبین در ردِ حرکتِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) لکھ کر نظریہ کشش ثقل، نظریہ اضافیت اور نظریہ حرکت زمین پر فاضلانہ بحث کی ہے ـــــ دور جدید کے بعض مغربی اور مشرقی فلسفیوں اور سائنسدانوں نے بھی ان نظریات میں کلام کیا ہے اور اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں مختلف نتائج اخذ کئے ہیں

ـــــ سائنسی علوم میں امام احمد رضا کی گہرائی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۹ء میں ایک امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا نے پیشگوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بعض سیاروں کے جمع ہونے اور کشش کے نتیجہ میں ممالک متحدہ امریکہ میں قیامت صغریٰ بپا ہوگی ـــــ جب اس پیشگوئی کے بارے میں امام احمد رضا سے رائے لی گئی تو آپ نے اسے لغو قرار دیا اور اسکے جواب میں ایک فاضلانہ علمی مقالہ معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء تصنیف فرمایا ـــــ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو ساری دنیا نے دیکھا کہ امام احمد رضا نے جو کچھ کہا تھا وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور امریکی ہیئت داں کی پیشگوئی باطل ٹھہری ـــــ مغربی دنیا پر امام احمد رضا کی یہ پہلی کامیابی تھی ـــــ

سوالات میں امام احمد رضا کی تصانیف کے سمجھنے میں ایک دقت یہ ہے ـــــ شاذ و نادر ہی کہیں اصل تو ہوں ـــــ جدید فلسفی اور سائنسداں بھی عربی فارسی زبانوں اور علمی اصطلاحات سے واقف نہیں اس لئے ان کا سمجھنا بھی مشکل کام ہے۔ آج سے بیس برس پہلے پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ایک ماہر فن امام احمد رضا کے پاس بھیجا کہ وہ امام احمد رضا سے مطالب و مفاہیم سمجھ کر انگریزی میں لکھتا جائے مگر یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا اور بات نامکمل رہ گئی ورنہ امام احمد رضا کی تحقیقات انگریزی میں منتقل ہو جاتیں تو آج اہل علم روشناس ہوتے ـــــ بہر کیف مقالہ اقبال لوہان یونیورسٹی کے سابق استاد پروفیسر ڈاکٹر حسین فروہیں کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اور کراچی کی ... تحریر کر رہے ہیں ـــــ

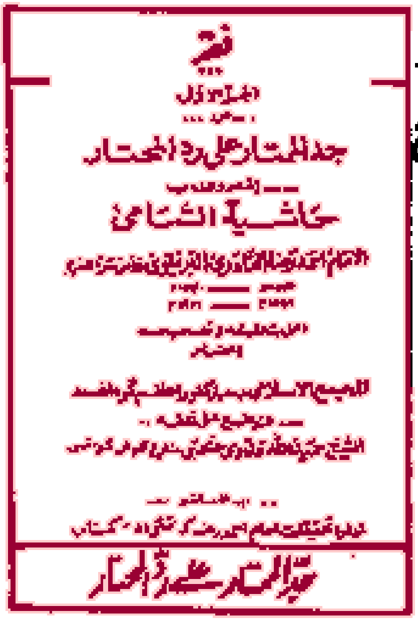

امام احمد رضا عربی فارسی سے پہچے تھے ـــــ ان کا رہوار فکر اپنے زمانے سے آگے دوڑ رہا تھا ـــــ انکی یہ خصوصیت قابل توجہ بھی ہے اور لائق تحسین بھی ـــــ انہوں نے ریاضیات میں اپنا الگ طریقہ وضع کیا اور فارمولے اختراع کئے ـــــ وہ یگانہ روزگار بھی تھے اور عبقری بھی ـــــ

امام احمد رضا متعلقات موجودات کے امام تو تھے ہی مگر وہ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے ـــــ ان عقائد کے پابند تھے
جو حضور پُرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں ـــــ
انہوں نے اپنی طرف سے کوئی عقیدہ ایجاد کیا اور نہ کسی نئے فکر اور نظریے کی بنیاد رکھی ـــــ وہ قرآن و حدیث کے متبحر
عالم تھے ایسا کیونکر کر سکتے تھے ـــــ انہوں نے آدم و ابلیس کے واقعہ سے یہ سبق سیکھا کہ زعم توحید میں اللہ کے محبوبوں سے
سر نہ موڑنا چاہئے ـــــ ابلیس نے سر موڑا اور دنیا و آخرت میں رسوا ہوا ـــــ کہیں کا نہ رہا ـــــ ان کے
آگے جھکنا خدا کے آگے جھکنا ہے ـــــ ان سے سر موڑنا خدا سے سر موڑنا ہے ـــــ ابلیس یہ نکتہ توحید و رمز محبت نہ سمجھا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
مردود ٹھہرا ـــــ اللہ کے محبوبوں کی شان ہی نرالی ہے ـــــ ان کے عصا کی یہ شان کہ پتھر پر پڑے تو چشمے پھوٹ پڑیں اور پیاسے سیراب ہو جائیں ـــــ
دریا پر پڑے تو راستہ پیدا ہو جائے اور قافلوں کے قافلے دریا پار کر لیں ـــــ ان کے پیرہن کی یہ شان کہ چہرے پر ڈال دیا جائے تو بے نور آنکھیں منور کر دے ـــــ
ان کے نقش پا کی یہ شان کہ قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا جائے اور سجدہ گاہ بنا لیا جائے ـــــ اور محبوبوں کے محبوب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہوگی
جن کا ذکر زبور میں ـــــ جن کا ذکر انجیل میں، جن کا ذکر توریت میں ـــــ جن کا ذکر ویدوں میں، جن کا ذکر اپنشدوں میں، جن کا ذکر پرانوں میں، جن کا ذکر گرنتھ و دوسرا
میں ـــــ جن کا ذکر اللہ نے بلند کیا ـــــ کون جانے کیسے بلند کیا ـــــ کون سمجھے کہاں تک بلند کیا ـــــ بلندیاں ان کے سامنے ہیں ـــــ
بلندیاں ان کے قدم چومتی ہیں ـــــ امام احمد رضا نے اس بلند ترین ہستی کے کمالات کو سارے عالم کے سامنے پیش کیا ـــــ یہ ان کا عظیم کارنامہ ہے ـــــ
انہوں نے شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء لکھ کر آپ کے آباء و اجداد کی عظمتوں کو اجاگر کیا ـــــ نطق الہلال بارخ ولادۃ
الحبیب والوصال ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء لکھ کر یہ بتایا کہ اس جانِ جہاں نے رخِ زیبا سے نقاب کب اٹھائی اور رخِ زیبا پر نقاب کب ڈالی ـــــ النعم المقیم فی
ذکر مولد النبی الکریم ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء لکھ کر یہ بتایا کہ یوم ولادت باسعادت خوشیاں منانے کا دن ہے ـــــ ہمیشہ شادیاں منانے کا دن ہے ـــــ العروس للعلماء

الحسنیٰ ... ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء الحمد کہ بتایا کہ حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ... ایک ہزار سے زیادہ نام ہیں ——— [illegible] شہنشاہ اور ان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ

۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء الحمد کہ بتایا کہ ... جہاں کو شہنشاہی کہنے کا ... ہے ——— مبین ختم ... ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء الحمد کہ بتایا کہ آپ ختم النبیین

کے علم ... تمام مخلوق ... ہیں ——— تمہید ایمان بآیات قرآن ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء الحمد کہ عظمت مصطفیٰ کی ... ادنیٰ ... جناب میں ادنیٰ

گستاخی بھی کفر ہے ——— سلطنة المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء الحمد کہ آپ کے اختیار و اقتدار کا اظہار کیا ——— اجلال جبریل بجعله خادما للمحبوب الجلیل ۱۲۹۷ھ/

۱۸۸۰ء الحمد کہ بتایا کہ ... بارگاہِ عالی کی شان ہے کہ جبرائیل امین بھی خادم سمجھتے ہیں ——— منیة اللبیب ان التشریع بید الحبیب ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء الحمد کہ بتایا کہ آپ کی شان یہ ہے کہ

جس کو حرام کر دیں حرام ہو جاتا ہے جس کو حلال کر دیں حلال ہو جاتا ہے ——— [illegible] ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء الحمد کہ بتایا کہ آپ کی محبت

کی شان یہ ہے کہ اس کا عاشق جہاں پکارتا ہے موجود پاتا ہے ——— اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء الحمد کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی

وسعتوں اور پہنائیوں کو بیان کیا ——— صلات الصفا فی نور المصطفیٰ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء الحمد کہ نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان کیا

——— ہدی الحیران فی نفی الفیء عن شمس الاکوان ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء الحمد کہ بتایا کہ آپ کے پیکرِ نور کا سایہ نہ تھا ——— مبین الہدیٰ فی نفی امکان المصطفیٰ ۱۳۲۱ھ/

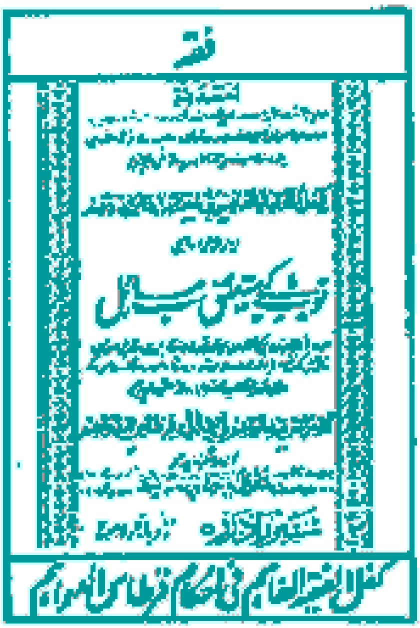

۱۹۰۳ء الحمد کہ بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہیں یگانہ و یکتا ہیں ان جیسا ہونا ممکن ہی نہیں ———

تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء الحمد کہ بتایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردار انبیاء ہیں ——— جزاء اللہ

عدوہ بابائه ختم النبوة ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء الحمد کہ بتایا کہ سرور انبیاء خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اور نہ کوئی رسول

منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیہ ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء الحمد کہ بتایا کہ ... حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرش تک گئے اور دیدار الٰہی

سے مشرف ہوئے ——— [illegible] فی بیان الصلوٰة قبل المعراج ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء الحمد کہ بتایا کہ واقعہ معراج سے

پہلے ... کیسے نماز پڑھتے ——— اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۱ء الحمد کہ بتایا

کہ اہل سنت اللہ تعالیٰ، مصطفیٰ، آل مصطفیٰ، اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں ———

(۷)

بدر الانوار فی آداب الآثار (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ عاشق کیلئے محبوب کی نشانیاں کتنی پیاری ہوتی ہیں اور اس کے آداب کیا ہوتے ہیں ——— الکوکبۃ الشہابیہ (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) لکھ کر عظمت و ناموس مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والوں کو للکارا اور گستاخانِ رسول کا منہ بند کیا ——— حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) لکھ کر اس جانِ جاں کے اس انداز سے گیت گائے کہ سارا چمن چہچہانے لگا ———

امام احمد رضا کا قلم زندگی بھر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتا رہا ——— انہوں نے سیرت کے ایک ایک گوشے پر مستقل رسالے تصنیف فرمائے اور وہ تحقیق فرمائی جو کتب سیرت میں نظر نہیں آتی ——— انہوں نے سیرت ہی کو اپنا محور فکر بنالیا ——— محبوب کی ایک ایک ادا کو اس طرح روشن کیا کہ اسکی روشنی سے دل جگمگانے لگا ——— اور ہر زبان انکے گن گانے لگی ——— سیرت لکھنے والوں نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن جو تاثیر امام احمد رضا کے قلم میں نظر آئی اور جو زندگی انکی تحریروں میں پائی گئی کہیں نہیں پائی گئی ——— انہوں نے نظم و نثر دونوں میں سیرت کو اجاگر کیا ——— ان کا مشہور و معروف سلام جو ذوق و شوق سے شرق و غرب میں پڑھا جاتا ہے قصیدہ و نعتیہ ہی نہیں بلکہ سیرت پر ایک کتاب ہے ——— امام احمد رضا کا موضوع محبوب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت ہی رہی ——— اس سے کسی کو انکار نہیں ——— وہ عالم اسلام میں حضرت مصطفیٰ کے علمبردار تھے ——— انکی زندگی عشق مصطفےٰ سے عبارت تھی ——— اور عشق مصطفےٰ ہی ہمارے دکھ درد کا مداوا اور ہمارے دکھوں کا علاج ہے ——— اور کوئی علاج نہیں ——— امام احمد رضا کی پکار تھی کہ دلوں کو عشق مصطفےٰ سے آباد کرو ———

امام احمد رضا کی زمانے پر نظر تھی ——— وہ زمانے کی نبض کی رفتار کو محسوس کرتے تھے ——— وہ جانتے تھے کہ اسلام جدت پسند ہے ——— نہ رجعت پسند ہے نہ قدامت پرست ——— اسکی فطرت میں جدت پسندی ہے ——— وہ جامد نہیں متحرک ہے ——— زمانے کے ہزاروں نشیب و فراز اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے ——— اسلام کو اس ذات اقدس نے مکمل فرمایا جس کا ارشاد ہے ——— كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ——— ہر دن ایک نئی شان میں ہے ——— اور

اسکو اُس پیکرِ نوری نے نافذ کیا جس کے لئے اعلان کیا گیا ——— وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ——— اور تیری ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے ——— اور جس دل میں اسلام بستا ہے اسکی شان یہ بتائی کہ اسکے دو دن یکساں نہیں گذرتے ——— ع ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان ——— زمانہ متحرک ہے کائنات کی ہر شے متحرک ہے ——— جمود نام کو نہیں۔ قرآن کی جو شکل و صورت عہدِ نبوی میں تھی، آج نہیں ——— بیشک متن قرآن وہی ہے مگر کتابت کی دیدہ زیبی گلکاریوں میں یہ رنگ آمیزی کاغذوں کی یہ بو قلمونی جلدوں کی یہ خوش نمائی عہدِ نبوی میں کہاں تھی جو آج ہے؟ ——— یہ ساری نئی باتیں ہیں مگر سب کے دل سے بھاتی ہیں ——— عہدِ نبوی میں مساجد کی جو صورت تھی وہ آج نہیں ——— در و دیوار کی یہ سج دھج محراب و منبر کی یہ زیب و زینت گنبد و مینار کی یہ شان و شوکت عہدِ نبوی میں کہاں تھی جو آج ہے؟ ——— یہ سب نئی باتیں ہیں مگر سب کے دل سے پسند ہیں کہ زمانہ متحرک ہے ایک حالت پر نہیں رہتا ——— احادیث میں قرآن کو تعویذ وغیرہ کی طرح پہ لٹکانے اور مسجدوں پر غیر ضروری طور پر رقم خرچ کرنے کی ممانعت ہے مگر پھر بھی کسی مکتب فکر نے کوئی آواز نہ اٹھائی ——— اور زمانہ کی حرکی قوت کو تسلیم کیا ——— ہم سب نے وہ باتیں بھی تسلیم کر لیں جو منشاء شریعت کے خلاف ہیں ——— شاندار مکانوں کی تعمیر بڑے بڑے شہروں کی کلبوی زندگی میں اسراف و تبذیر یہ سب منشاء شریعت کے خلاف ہیں ——— مگر کوئی معترض نہیں بلکہ ان امور میں منہمک ہیں ——— جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کا

احترام یہ سب عجیب سے جدید تر ہیں ——— سب سلامی دیتے ہیں سب ترانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں کسی کو اعتراض نہیں ——— مگر جب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی بات آتی ہے جن کے طفیل یہ مملکت ملی جس کے جھنڈے کو سلامی دی جاتی ہے اور جس کے ترانے کھڑے ہو کر گائے جاتے ہیں تو بعض حضرات روٹھے روٹھے نظر آتے ہیں ——— اللہ ہزار جھنڈے اسکے قدموں پر نثار ہوں اور ہزار ترانے اسکی آن پر قربان ہوں جنکے صدقے و دم سے ہم جیتے ہیں ——— ہمارے قول و عمل تضاد کے شکار ہیں ——— من چاہتا ہے تو دین کی بات کرتے ہیں نہیں چاہتا تو در گذر کرتے ہیں ——— امام احمد رضا نے قول و عمل کے اس تضاد کے خلاف جہاد کیا ———

اگر حالات کی تبدیلی کے ساتھ ایک عمل کے تحت ایک بات جائز ہے تو دوسری بات بھی جائز

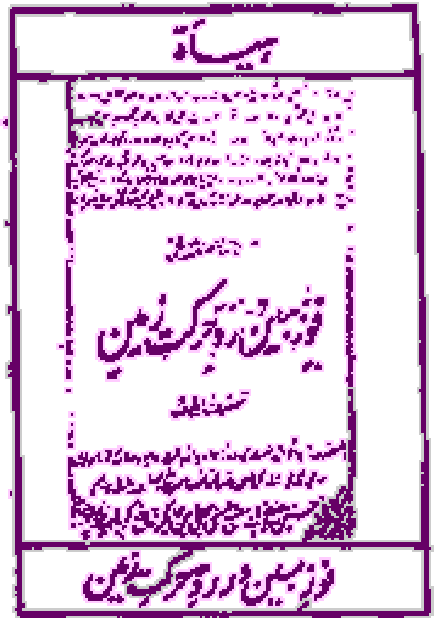

ہونی چاہیے خصوصاً وہ باتیں جن کا تعلق حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو مقصود و مطلوب قرآن ہے، ——— نت نئی باتوں (بدعات) کے بارے میں امام احمد رضا کا مسلک تھا کہ ہر وہ نئی بات جس کو شارع علیہ السلام نے منع نہ کیا ہو اور جس سے منشائے شریعت کو تقویت پہنچے جائز ہے ——— امام احمد رضا کی اصول پسندی نے گوارا نہ کیا کہ وہ طفلانہ جذبہ کو اپنا شعار بنائیں اور اپنی پسند و ناپسند کو معیارِ شریعت بنا کر امتِ اسلامیہ کو عظیم تفرقہ میں مبتلا کر دیں ——— انہوں نے وہی مسلک اپنایا جو صدیوں سے جمہور کا مسلک رہا ہے ——— انہوں نے قرآن و حدیث اور جمہور علماء کے اقوال سے مسلکِ حق کو روشن کیا ——— جہلاء نے جو نت نئی بدعات نکالی ہیں ان سے امام احمد رضا کا کوئی تعلق نہیں ——— وہ ایک جہانِ علم و فضل تھے ——— کوئی اس جہان کی سیر تو کرے ——— پھر جو نہ دیکھا تھا وہ دیکھے ——— اور جو نہ سنا تھا سنے ———

امام احمد رضا نے معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے کیلئے بڑی جد و جہد کی ان برائیوں کی نشاندہی کی جو منشائے شریعت کے خلاف اور حرام و ناجائز ہیں مثلاً (۱) طریقت کو شریعت سے الگ سمجھنا (۲) پیروں فقیروں کے سامنے عورتوں کا بے پردہ آنا (۳) قبروں کی زیارت کے لئے عورتوں کا جانا (۴) رہن سہن میں کفار و مشرکین سے مشابہت پیدا کرنا (۵) غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا (۶) تعزیے بنانا، نکالنا اور دیکھنا (۷) سینہ کوبی و ماتم کی محفلوں میں شریک ہونا (۸) آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی سننا (۹) قرآن خوانی پر اجرت لینا (۱۰) تقریروں پر اجرت لینا (۱۱) بزرگوں کی تصاویر لگانا اور ان کا احترام کرنا (۱۲) قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور قبروں پر پیر رکھنا (۱۳) فرضی قبریں بنا کر زائرین کو دھوکہ دینا (۱۴) قبر کا طواف کرنا (۱۵) قبر کو سجدہ کرنا (۱۶) قبر پر لوبان اگربتی جلانا (۱۷) میت کے گھر جمع ہو کر کھانا پینا (۱۸) لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے جہیز طلب کرنا (۱۹) قرآن سے فال نکالنا (۲۰) داڑھی منڈانا (۲۱) انگریزی وضع کے لباس پہننا وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا بدعات سے اس حد تک متنفر ہیں کہ اہلِ بدعت کی صحبت کو بھی ہلاکت قرار دیتے ہیں وہ اہلِ بدعت سے بچنے کی تاکید فرماتے ہیں ——— انہوں نے عوام و خواص سب کو نصیحت فرمائی اور اپنے وقت کے علماء کو بھی نصیحت فرمائی جو بدعتیوں کے تعاقب میں نہ تھے چنانچہ مولانا محمد علی زنجیری کو ایک خط میں لکھتے ہیں ———

"آپ جیسے صوفی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اس میں عین مذہب کے استقلال کی سیکھتا ہوں ـــــ حضرت ممدوح ایک مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ـــــ "فسادِ مبتدع زیادہ تر از فسادِ صحبتِ صد کافر است" ـــــ مولانا بخدا را انصاف ـ آپ یا زید یا اور اراکین جمعیت دین و مذہب کے زیادہ جاننے والے ہیں یا حضرت مجدد؟" (مکتوب محررہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء بحوالہ مکتوبات مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۱۹)

امام احمد رضا دینی و دنیوی زندگی میں ایسی تمام باتوں کی تائید کرتے تھے جو فرد کی اسلامی شخصیت کو مجروح کریں ـــــ اسلام کے بارے میں جتنے حساس تھے ان کے عہد میں کوئی اتنا حساس نہ ہوگا ـــــ ان کا احساس جمالیاتی یا جمعیت انتہائی بیدار رہتا تھا ـــــ سچا تھا ـــــ وہ انگریزی لباس کے اس حد تک خلاف تھے کہ جو اس لباس میں نماز پڑھ لیتا اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے تھے وہ انگریزوں کی متعصبانہ ذہنیت کو جانتے تھے ـــــ انگریز نے ہماری سلطنت کو اجاڑا ہمارے معززین کے لباس کو خادموں کیلئے مخصوص کر دیا اور مخدوموں کیلئے نیا لباس تراشا ـــــ ہمارے فرش و فروش کرسیاں اور صوفے جائے تو ہم نے ہماری تہذیب کو پامال کر دیا ـــــ جس فرش پر ہمارے اسلاف کرام فخر سے بیٹھتے تھے آج اسی فرش پر ہم فخر سے جوتیاں رکھتے ہیں ـــــ جب تک جذبۂ غیرت بیدار نہ ہوگا کام نہ بنے گا، بیشک ؎ غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں ـــــ قوموں کو غیرت نے پایا ہے بے غیرتی نے کھویا ہے ـــــ امام احمد رضا قوم ملت میں اسلامی غیرت پیدا کرنا چاہتے تھے ـــــ وہ اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی علوم و فنون کے علمبردار اور پرچارک تھے ـــــ انہی کی تحریک ہے آج ہم مسلمانوں میں جذبۂ دینی اور جذبۂ عشق رسول نظر آ رہا ہے ـــــ

امام احمد رضا جن افکار و نظریات کے داعی تھے وہ وہی تھے جو تقریباً ایک صدی قبل حرمین شریفین اور سلطنت عثمانیہ کے افکار و نظریات تھے ـــــ ہمارے جوانوں کو نہیں معلوم کہ سلطنت عثمانیہ مسلمانوں کی کتنی عظیم سلطنت تھی یہ چار براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی ـــــ آج روس اور امریکہ کی بھی اتنی بڑی سلطنت نہیں ـــــ اس عظیم سلطنت کا وہی مسلک تھا جس کا امام احمد رضا نے پرچار کیا ـــــ سلطان عبدالحمید خان (م ۱۹۰۸ء) تک سلطنت ترکیہ بلغاریہ سے بحیرہ عرب اور طرابلس تک پھیلی ہوئی تھی ـــــ سلطان صحیح العقیدہ اور عاشق

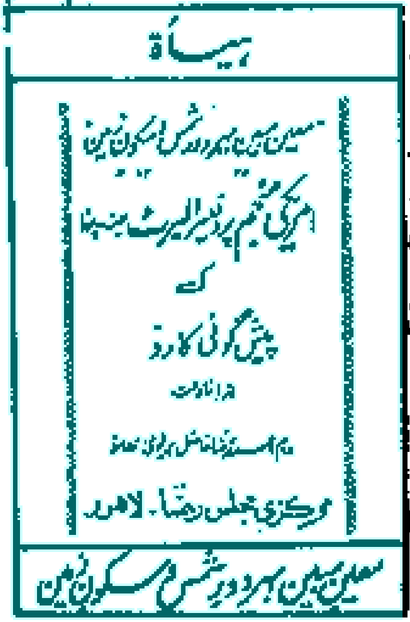

رسول تھا، اس کے جذبۂ حُبِّ رسول کا یہ عالم تھا کہ جب فرانس کی ایک کمپنی نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈرامہ اسٹیج کرنا چاہا تو سلطان نے تلوار نیام سے نکال لی اور اعلان کیا کہ جب تک عیسائی دنیا اس ناپاک ارادے سے باز نہ آئے گی یہ تلوار نیام میں نہ جائے گی ـــــ اس اعلان سے نہ صرف فرانس بلکہ پورا یورپ تھرّا گیا، عیسائی دنیا نے سلطان سے معافی مانگی اور اس ارادے سے باز آئی ـــــ اسی قسم کے مجاہد کا نام لے کر مصر کے ادیب و شاعر احمد شوقی نے کہا تھا ـــــ "جہاں جہاں تو شمشیر کے جوہر دکھاتا ہے دین کو مدد ملتی ہے" ـــــ سلطنتِ ترکیہ دشمنانِ اسلام کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی ـــــ امام احمد رضا کا زمانہ اس سلطنت کے شکست و ریخت کا زمانہ ہے ـــــ دشمنوں کو اسلام کی ہیبت و جلالت ایک آنکھ نہ بھائی ـــــ سازشوں کا جال بچھایا گیا ـــــ مسلمانوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کرایا گیا ـــــ اسلامی آثار کو خود مسلمانوں کے ہاتھوں مٹایا گیا ـــــ وہ آثار جس سے قوموں کی عظمتیں بندھی رہتی ہیں ـــــ وہ آثار قرآنِ حکیم نے جن کو عزت دی اور قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ـــــ وہ آثار وہ ہیں جن کے سہارے قوموں کا مزاج بدل رہا ہے ـــــ ہاں وہ آثار جن کی محافظ سلطنتِ عثمانیہ تھی ـــــ ان آثار کو شرک و بت پرستی کا نام دے کر مٹا دیا گیا ـــــ عالمِ اسلام کے دل توڑ دیئے گئے ـــــ سلطنتِ عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا گیا ـــــ اور یہ سلطنت جن عالمگیر افکار و نظریات کی حامل تھی ان کو جرح و تنقید کا نشانہ بنا کر بکھیر دیا گیا ـــــ محکم نظریات کے سہارے قوموں کی ساکھ قائم ہوتی ہے ـــــ جب نظریات کے تار و پود بکھر جاتے ہیں قومیں بکھر جاتی ہیں ـــــ یہ ایک داستانِ خونچکاں ہے جو نہ ہماری کلیات کے نصاب میں ہے نہ جامعات کے نصاب میں ـــــ ایک قیامت گزر گئی اور آج کسی کو خبر نہیں ـــــ یہ سب کچھ اس لئے چھپایا گیا کہیں مقدس چہروں کا نکھار نہ مٹ جائے ـــــ

ہمیں ان نظریات کی طرف لوٹ جانا چاہئے جنہوں نے ہمیں عظمت و شوکت بخشی ـــــ دورِ غلامی کے جن افکار نے ہمیں انتشار کے سوا کچھ نہ دیا ان کو چھوڑ دینا چاہئے ـــــ نہ معلوم ہم چاہِ ظلمت میں کب سے بھٹک رہے ہیں ـــــ اگر ہوش نہ آیا تو نہ معلوم کب تک بھٹکتے رہیں گے ـــــ ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ دورِ آزادی کے افکار و نظریات سے اپنے دل و دماغ کو سجائیں گے یا دورِ غلامی کے افکار سے ـــــ دنیا میں آزاد اور

باوقار رہنا ہے تو وہی افکار اپنانے ہوں گے جنہوں نے کبھی ہم کو عرب و عجم کا امیر بنایا تھا ——

◎

ایک زمانہ تھا کہ اجتہاد کی رَٹ چلی —— امام احمد رضا ہر کس و ناکس کے اجتہاد کے خلاف تھے —— ان کا کہنا تھا کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں بہت لکھا جا چکا ہے وہ اس کا مطالعہ اور اس میں غور و خوض اکثر مسائل کے حل کیلئے کافی ہے پھر اجتہاد کی کیا ضرورت؟ ماضی کی تحقیقات سے آنکھیں بند کر لینا اور جدت پسندی کے جوش میں اسلامی قوانین و علوم پر عبور نہ ہوتے ہوئے بھی خود اجتہاد کرنا ان کے نزدیک عاقبت نااندیشانہ عمل تھا —— انہوں نے خود جدید مسائل کو قدیم تحقیقات کی روشنی میں حل کیا ہے مثلاً کاغذ کے نوٹ اور اس پر زکوٰۃ کا مسئلہ بالکل نیا تھا —— اصل میں زکوٰۃ سونے چاندی پر ہے کاغذ کے نوٹ کا بھی وہی حکم ہے یا نہیں؟ —— علماء حرمین کے استفسار پر امام احمد رضا نے عربی میں کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کے عنوان سے ایسا فاضلانہ مقالہ لکھا کہ سب حیران رہ گئے —— اس مقالے کو سامنے رکھ کر لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ایک مفید مقالہ قلمبند کیا ہے جو مجلس رضا، مانچسٹر کی طرف سے شائع ہوگا اور یہی وہ مقالہ ہے جو پاکستان میں بینکنگ کیلئے رہنما ثابت ہوا۔

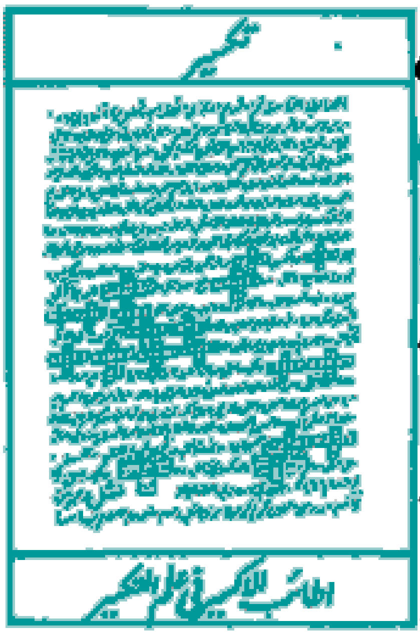

ہم اپنی کوتاہیوں اور کم علمیوں کو چھپانے کے عادی ہو گئے ہیں —— عرصہ دراز تک پاکستان میں یہ سوچا گیا کہ زبانِ اردو علومِ جدیدہ کے بیان پر قادر ہے یا نہیں؟ —— مگر ۸۰ سال قبل امام احمد رضا نے تکسیر کے فن میں اردو میں مختصر مقالہ لکھا تھا جو ایک سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے —— یہ مقالہ ایسی بامحاورہ اردو اور طرز میں لکھا گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے —— مافی الضمیر کے اظہار میں کہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی ہے —— قلم ایسا رواں دواں جیسے سیلِ رواں ہو ——

فنِ طب جس کی تحقیقات اپنے عروج پر پہنچ چکی تھیں —— نباتات کے خواص معلوم کئے جا چکے تھے —— تشخیص و تجویز کے سارے اصول مرتب ہو چکے تھے —— ایسے صاحب بصیرت حکما پیدا ہو چکے تھے جو

توقیت

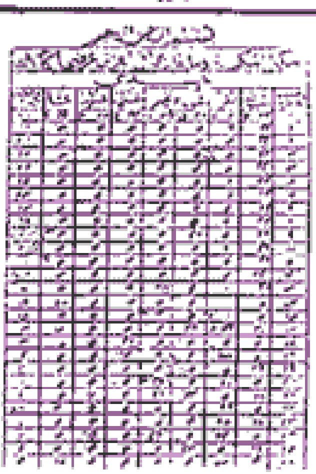

اوقاتِ صلوٰۃ مکہ معظمہ

نبض پر ہاتھ رکھ کر سب کچھ بتا دیا کرتے تھے اور اب بھی ہیں مگر قدر نہیں ——— طبِّ مغرب نے ہم پر جادو کیا، نباضی آلات کی نذر ہو گئی ——— حکما جو چشمِ بینا رکھتے تھے آنکھوں سے محروم ہو گئے، اب وہ مریض کا حال آلات سے پوچھتے ہیں اور جھوٹ سچ جو وہ بتاتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں ——— محتاجی اور فقیری و مسکینی نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا ——— ایک ایک کا منہ تکتے ہیں ——— اپنی دولت سے غافل ہیں ——— اغیار سمجھتے ہیں شاید غریب و مسکین ہیں جبھی تو ٹکڑوں کو ترستے ہیں ——— مگر ہم تو ہیروں کے امیر تھے ——— یہ کیا ہوا؟ ——— اور ایک بات جس سے اسلامی معاشرہ جانا پہچانا جاتا تھا ——— وہ تو اب ختم ہی ہو گئی ——— انسانیت کا درد ——— اب وہ درد نہیں رہا ———

◎

عہدِ امام احمد رضا اور اس کا ماضی قریب اور مستقبلِ قریب جو ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے انقلابات اور محاربات کا دور تھا ——— امام احمد رضا انقلاب ۱۸۵۷ء سے تقریباً ایک سال قبل پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں تحریکِ ترکِ موالات کے دور میں انتقال فرمایا ——— ۱۸۸۴ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا ——— ۱۹۰۵ء میں تحریکِ ریشمی رومال کا آغاز ہوا، اسی زمانے میں جمعیت انصار الاسلام قائم ہوئی ——— ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی ——— ۱۹۱۱ء میں جنگِ طرابلس ہوئی، ۱۹۱۲ء میں جنگِ بلقان ہوئی، ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی ——— ۱۹۱۹ء میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی بظاہر جس کا مقصد سلطنتِ عثمانیہ کی حفاظت و حمایت اور اعانت تھا لیکن اندرونِ خانہ کانگریس کو اس سے بے پناہ قوت ملی اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی ——— اسی زمانے میں جمعیۃ العلماء ہند قائم ہوئی ——— دوسرے ہی سال ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے تحریکِ ترکِ موالات شروع کی جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کر کے ان پر دباؤ ڈالنا اور ہندوستان کی آزادی کیلئے راستہ ہموار کرنا بتایا گیا ——— اسی زمانے میں تحریکِ ہجرت اور تحریکِ ترکِ گاؤ کشی چلی ——— ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر

کرنا تھا ــــــ امام احمد رضا نے ان تحریکوں کے مضرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ــــــ "دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے ① ــ اول اسکی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو ② ــ دوئم یہ نہ ہو تو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے ③ ــ سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے" ــــــ

تحریکِ خلافت میں ہندوستان کے بے دست و پا مسلمانوں کو انگریزوں سے لڑا کر ختم کرنے کی کوشش کی گئی ــــــ تحریکِ ہجرت میں مسلمانوں کو ہندوستان سے جلاوطن کر کے دور رکھنے کی کوشش کی گئی ــــــ تحریکِ ترکِ موالات میں مسلمانوں کے پاس جو کچھ تھا وہ سب بیچ کر عاجز اور بے پر بنانے کی کوشش کی گئی ــــــ دشمنانِ اسلام کے تینوں عزائم ان تحریکوں میں جھلک رہے ہیں ــــــ امام احمد رضا نے مسلمانوں کے سیاسی استحکام کے لئے اپنا معرکۃ الآراء مقالہ المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۹۲۰ء) پیش کیا اور معاشی استحکام کے لئے رسالہ تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۹۱۲ء) پیش کیا جس میں ہدایت کی ① مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں ② تو انگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں ③ ہنگامی حالات میں مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں ④ علم دین کی ترویج و اشاعت کریں ــــــ

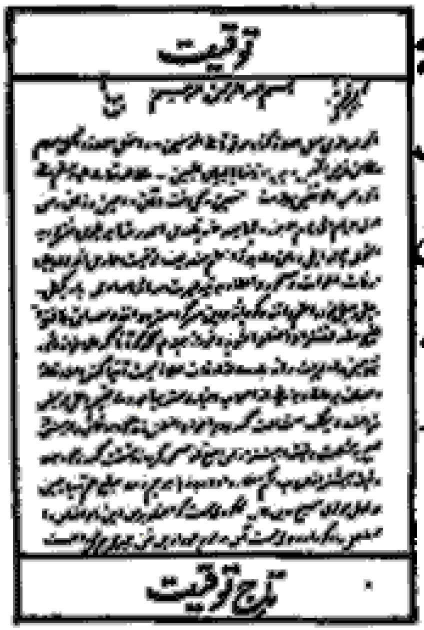

امام احمد رضا مسلمانوں کیلئے اسلامی تعلیم کو بنیادی اہمیت دیتے تھے تاکہ ہر فرد یہ جان سکے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے ــــــ ان کے نزدیک تعلیم کا مقصدِ عظیم خدا اور رسول کی پہچان ہونی چاہیئے تاکہ ایک اجتماعی ذہن تعمیر ہو سکے ــــــ وہ ضروری سمجھتے تھے کہ ابتدائی مرحلے میں طلبہ کے دل میں عظمتِ رسول کا نقش بٹھایا جائے اور نصاب ایسا رکھا جائے کہ دین و دنیا دونوں کیلئے مفید ہو ــــــ وہ انسان کو مشین بنانے اور معاشرے کو مشینوں کا ایک کارخانہ بنانے کے قائل نہ تھے بلکہ انسان کو انسان بنانے کے قائل تھے ــــــ ساری خرابیوں کی جڑ انسان کا انسانیت کے درجے سے گر جانا ہے ۔ ـــ

جہلِ خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے

امام احمد رضا کی نگاہِ دور بین دیکھ رہی تھی کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے ___ چنانچہ اوائل شعبان ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ہندوستان کو برطانوی حکومت سے نجات ملی تو قاضی شرع اور مفتی شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟ ___ فرمایا غور کرونگا ___ پھر ایک روز خلافِ معمول بیٹھک میں تخت پر تین مخصوص نشستوں کا اہتمام کیا اور خود سامنے تشریف فرما ہوئے ___ ارشاد فرمایا ___ "ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہوگا، جمہوری بنیادوں پر اس ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئیگا" ___ پھر اچانک فرمایا ___ "آج پورے ملک ہندوستان کیلئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں" ___ اور ساتھ ہی ان کو مخصوص نشست پر بٹھایا ___ پھر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی اور مفتی محمد برہان الحق جبلپوری کو باری باری قاضی شرع کی مدد کیلئے مفتی شرع نامزد کیا اور انکو اپنی مخصوص نشستوں پر بٹھایا ___

امام احمد رضا کو ہندوستان کی آزادی سے زیادہ اسلام کی آزادی کی فکر تھی ___ وہ دین کے بدلے آزادی کا سودا کرنے کیلئے ہرگز تیار نہ تھے ___ وہ یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت نہ کرے، خود چین سے رہے اور دوسروں کو چین سے رہنے دے ___ مسلمانوں کے ساتھ نفرت و حقارت کا سلوک نہ کرے جس فراخدلی سے مسلمانوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ ان کے ساتھ فراخدلانہ سلوک کیا تھا اس سلوک کو فراموش نہ کرے ___ مگر ایسا نہ ہوسکا، مسلمانوں کو عملاً ناپاک و نجس سمجھا گیا ___ دارالسلطنت دہلی میں راقم الحروف خود اس حقارت آمیز سلوک سے دوچار ہوا ہے، اس نفرت و حقارت کا اظہار انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد ہی سے شروع ہوگیا تھا چنانچہ ۱۸۶۷ء میں اردو کے خلاف محاذ آرائی کی گئی ___ ۱۹۰۰ء میں یو۔پی میں ملازمت کے لئے ہندی کو لازمی کیا گیا ___ ۱۹۰۵ء میں مسلم بنگال اور ہندو بنگال الگ الگ کیا گیا مگر ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کے مفادات کے خلاف اس تقسیم کو ختم کرادیا گیا ___ ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن تحریک چلی مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا ___ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کی خود مختار حکومت قائم ہوئی اس میں مسلمانوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں ___ ۱۹۳۹ء میں

گاندھی نے دیا سنہ ۱۹ ایکیم چلائی جس سے مسلمانوں کے خلاف ان کے عزائم کا پتہ چلا ـــــ سچ تو یہ ہے کہ تنگ نظر غیر مسلموں کی نفرتوں اور حقارتوں نے تقسیم ملک کی راہ ہموار کی اور مسلمان ایک ایسے ملک کی تلاش میں اٹھ کھڑے ہوتے جہاں وہ اسلامی شریعت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں ـــــ خود چین سے رہیں دوسروں کو چین سے رہنے دیں اور روز روز کی ذلت و رسوائی سے نجات پا سکیں ـــــ اس میں ان کا کیا قصور؟ قصور ہے تو نفرت کرنے والوں کا ہے ـــــ روز روز کے فساد ہندوستان کی علامت بن گئے، پاکستان کو بنے ہوتے ۳۸ سال گذر گئے یہاں ہندو مسلم شیر و شکر بن کر رہتے ہیں ـــــ ہندو مسلم فساد نام کی یہاں کوئی چیز نہیں ـــــ اسلام اقلیتوں کو جو رعایتیں دیتا ہے وہ آج کی دنیا میں کہیں نصیب نہیں حتیٰ کہ جہاں وہ اقلیت اکثریت میں ہے وہاں بھی وہ رعایتیں اس کو میسر نہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ ماضی میں سارے عالم میں لوگ اپنا دین و مذہب چھوڑ کر اسلام کے آغوش میں آئے ہیں ـــــ کیوں نہ آئیں کہ یہاں عزت ملتی ہے، دولت ملتی ہے، مساوات ملتی ہے، عدل ملتا ہے، انصاف ملتا ہے اور اس کے علاوہ بہت کچھ ملتا ہے ـــــ

بہت پہلے عہد اکبری میں جب غیر مسلم اکثریت نے حکومتِ اسلامیہ پر چھا جانے کی کوشش کی اور اسلام کے خلاف محاذ قائم کیا تو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر سخت جد و جہد کی ـــــ یہ وہی نظریہ ہے جو قرآن حکیم نے پیش کیا ـــــ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ـــــ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ـــــ کتنا پیارا اصول ہے اس پر عمل کیا جاتا تو ہندوستان میں ہندو مسلم دونوں آرام سے رہتے ـــــ ۱۸۶۷ء میں جب اردو زبان کے خلاف محاذ قائم کیا گیا تو سر سید احمد خاں نے محسوس کیا کہ دونوں قومیں یکجا نہ رہ سکیں گی ـــــ پھر ۱۹۱۵ء میں چودھری رحمت علی نے بزمِ شبلی (لاہور) کے اجلاس میں اسلامی ریاست کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اور ۱۹۱۷ء میں دہلی کے عبد الجبار خیری اور عبد الستار خیری نے اسٹاک ہوم میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی ـــــ ۱۹۲۱ء میں امام احمد رضا نے بھی تقسیم ہند کا ذکر کیا ہے مگر اس زمانے میں وہ اس کو

تقویم
البرہان التقویم علی العرض والتقویم

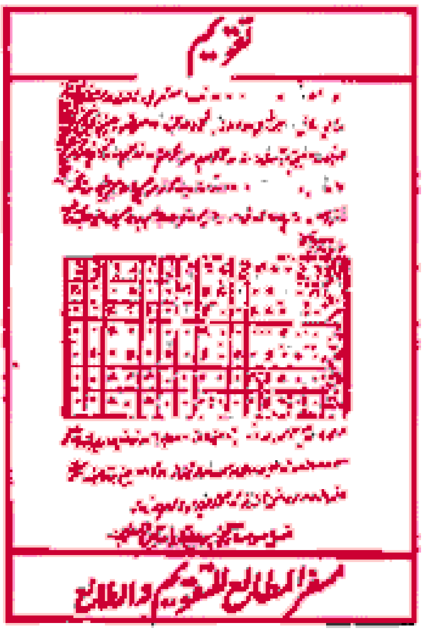

ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل کا حل نہیں سمجھتے تھے ـــــ امام احمد رضا کے وصال کے چار برس بعد ۱۹۲۵ء میں مسلم یونیورسٹی علیگڑھ پریس سے عبد القدیر نامی ایک بزرگ کا رسالہ شائع ہوا جس میں پہلی مرتبہ تقسیم ہند کی مفصل تجویز پیش کی گئی اور جغرافیائی حدود کی نشاندہی کی گئی ہے ... انفرادی تقسیم کے طریق کار کی وضاحت کردی گئی ہے ـــــ یہ تجویز نہایت معقول اور مدلل تھی، اس پر عمل کیا جاتا تو ملک ۱۹۴۷ء کے ملک گیر فساد کی آگ میں نہ جلتا ـــــ بہرکیف غیر مسلموں کی نفرتیں بڑھتی گئیں اسی کے ساتھ ساتھ تقسیم کی تحریک آگے بڑھتی گئی ـــــ ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر محمد اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیم ہند کی تجویز پیش کی پھر کانگریس کی عارضی حکومت کے قیام اور ۱۹۳۹ء میں مسٹر گاندھی کی ودیا مندر اسکیم سے ہندوؤں کے عزائم کھل کر سامنے آگئے تو ۱۹۴۰ء میں لاہور کے ایک عظیم الشان اجلاس میں قرارداد پاکستان پیش کی گئی جس کی مسلمانانِ ہند کی اکثریت نے تائید کی ـــــ بالآخر ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلانِ آزادی کیا گیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کو آزادی مل گئی ـــــ پاکستان کے مجوزین نے یہ کہا کہ پاکستان قرآن و حدیث اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لئے بنایا جا رہا ہے ـــــ امام احمد رضا ساری عمر یہی جد و جہد فرماتے رہے کہ ملت اسلامیہ کو قرآن و حدیث کا پابند بنایا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اور پکا عاشق ـــــ ان کے سامنے ملک کی آزادی سے اہم اسلام کا وقار تھا ـــــ یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد، خلفاء، تلامذہ اور متعلقین نے پاکستان کی حمایت کی جبکہ مسلک دیوبند کے علماء و عوام من حیث الجماعت کانگریس کے ساتھ رہے جس کا مقصود و مطلوب ہندوستان کی آزادی تھا اور بس، اور پاکستان سے بھی خوب خوب فائدہ اٹھایا ـــــ دو تین علماء جو ساتھ ہوئے وہ آزادی ملنے سے ایک دو سال قبل ـــــ دوسری طرف امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر اقبال کی تجویز کی تائید کی اور مولانا محمد عبد الحامد بدایونی ۱۹۴۰ء میں جس عظیم اجلاس میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی اس میں موجود تھے ـــــ

۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اہل سنت و جماعت کے ۵ ہزار علماء و مشائخ شریک

ہوئے سب نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر پاکستان کی حمایت کی ـــــ ان حضرات میں یہ شخصیات قابلِ ذکر ہیں:

(۱) مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں (۲) علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی (۳) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۴) صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (۵) دیوان سید آلِ رسول علی خاں سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف (۶) پیر عبد الرحمٰن بھرچونڈی شریف (۷) پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۸) خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (۹) نور المشائخ فضل عمر ملا شور بازار کابلی (۱۰) امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف (۱۱) ابو الحسنات مولانا سید محمد احمد قادری (۱۲) ابو البرکات مولانا سید احمد الوری (۱۳) برہان الملت مولانا محمد برہان الحق جبلپوری (۱۴) مجاہد ملت مولانا محمد عبد الحامد بدایونی (۱۵) مبلغ اسلام مولانا محمد عبد العلیم میرٹھی (۱۶) علامہ سید احمد سعید کاظمی (۱۷) مولانا آزاد سبحانی (۱۸) شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی (۱۹) سید زین العابدین گیلانی (۲۰) پیر غلام مجدد سرہندی (۲۱) پیر محمد اسحٰق جان سرہندی (۲۲) پیر عبد الستار جان سرہندی (۲۳) پیر محمد ابراہیم جان سرہندی (۲۴) پیر محمد قاسم مشوری (۲۵) پیر عبد الرحیم بھرچونڈی شریف وغیرہ وغیرہ ـــــ

کس کس کا نام گنایا جائے اور کہاں تک گنایا جائے ـــــ پاک و ہند، بنگلہ دیش اور کشمیر کے طول و عرض میں بیسیوں صوبوں سینکڑوں ضلعوں کے ہزاروں لاکھوں علماء و مشائخ اور ان کے کروڑوں پیروکاروں نے تحریکِ پاکستان کی حمایت کی ـــــ دینی طبقے کی طرف سے یہ حمایت نہ ملتی تو پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا ممکن نہ تھا ـــــ کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے "جذبہ" بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور پاک و ہند میں جذبات کی عنان ہمیشہ علماء و مشائخ کے ہاتھ میں رہی ہے یا ان کے ہاتھ میں جنہوں نے علماء و مشائخ سے تعاون حاصل کیا ـــــ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کے پیچھے پوری تاریخ ہے ـــــ امام احمد رضا کے متبعین اور سوادِ اعظم اہلِ سنت نے من حیث الجماعۃ پاکستان کی حمایت کی اور پاکستان کیلئے بھرپور جد و جہد کی مگر ـــــ اس پاکستان کے لئے جہاں اسلامی شریعت نافذ ہو ـــــ جہاں اسلامی اقدار

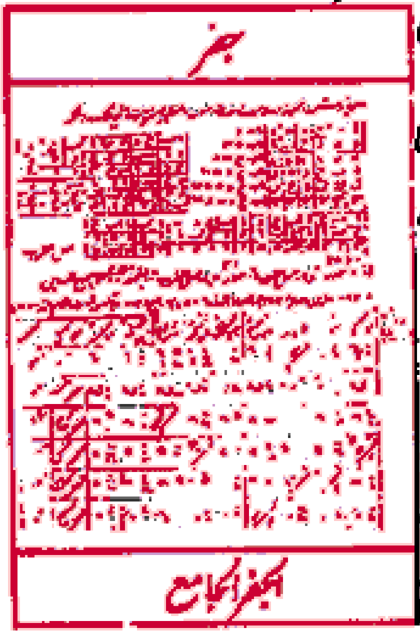

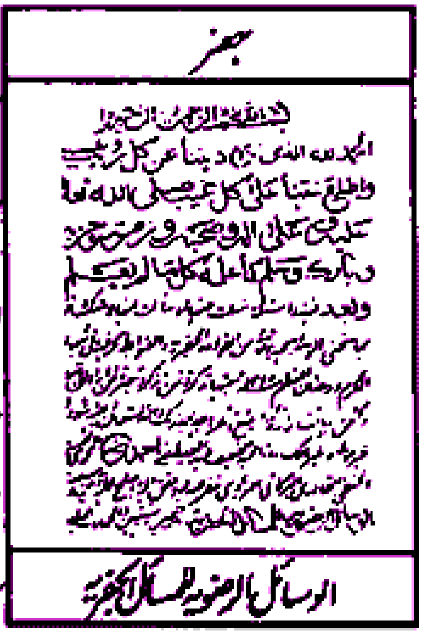

کی حفاظت ہو —— جہاں لوگ اسلامی اخلاق سے مزیّن ہوں —— جہاں انسان، انسان کا ہمدرد ہو —— جہاں محبت کی پھوار ہو —— جہاں خلوص کی بہار ہو —— جہاں رعیت پر حکومت کی نظر مدبرانہ و مشفقانہ ہو —— جہاں معیشت فضول خرچیوں سے پاک ہو —— جہاں حلال و حرام کی تمیز ہو —— جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و جانثار ہوں —— جہاں افسر شاہی کا پھیلاؤ نہ ہو —— جہاں نوکر شاہی کا تسلط نہ ہو —— جہاں رشوت ستانی کا دباؤ نہ ہو —— جہاں سفارشوں کا بہاؤ نہ ہو —— جہاں حاکم محکوم سے دور دور نہ ہو —— جہاں حاکموں کی شان فقیرانہ ہو —— جہاں عدل و انصاف کا بول بالا ہو —— جہاں اہل تقویٰ کی پوچھ ہو —— جہاں کمالات کی قدر ہو —— جہاں حکومت کفایت شعار ہو —— جہاں فیشن پرستی کی دھوم نہ ہو —— سادگی ہی سادگی ہو —— جہاں خود غرضیوں کا جال نہ ہو —— جہاں ہمدردیاں ہی ہمدردیاں ہوں —— جہاں مذہب کے نام پر استحصال نہ ہو —— جہاں علاقائیت کے نام پر باہمی نفرت نہ ہو —— جہاں علاقائی اور لسانی تفرقے نہ ہوں —— جہاں بڑا چھوٹے پر مہربان ہو ——

پاکستان کی حمایت کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ سوادِ اعظم اہلِ سنت اور امام احمد رضا کے متبعین ہندوستان کے خلاف تھے —— نہیں نہیں —— خلاف کیوں ہوتے صدیوں تک انہوں نے اس خطے پر حکومت کی تھی —— ان کے سینکڑوں آثار تھے —— ان کی سینکڑوں نشانیاں تھیں —— امام احمد رضا نے اپنے پیروکاروں کو بغاوت و سرکشی اور منافقت کا سبق نہیں سکھایا —— انہوں نے یہی سکھایا کہ محبت کا جواب محبت سے دیا جائے —— پاکستان میں متحدہ ہندوستان کے حامیوں نے مسائل پیدا کئے تھے اور برابر پیدا کر رہے ہیں مگر ہندوستان گواہ ہے کہ پاکستان کے حامی اہلِ سنت نے ہندوستان میں کوئی

سیاسی مسئلہ پیدا نہیں کیا ـــــــ وہ ایک تحریک تھی ختم ہوگئی ـــــــ وہ ایک دور تھا ختم ہو گیا ـــــــ اب تو اپنا اپنا گھر بنانا ہے

◎

امام احمد رضا کا کہنا تھا کہ یہود، نصاریٰ، ہنود، آتش پرست غرض ہر غیر مسلم اپنے مفادات پر نظر رکھتا ہے وہ مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں اس کی دوستی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہم اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے ـــــــ اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے پس پردہ سازشیں کی گئیں جو جنگ سے زیادہ ہلاکت آفریں اور خطرناک تھیں ـــــــ اسی لئے قرآن حکیم میں "فتنہ" کو "قتل" سے زیادہ سنگین بتایا گیا ہے ـــــــ مسلمان ان سازشوں سے بے خبر تھے ـــــــ جاسوسوں کی کھیپ تیار کر کے بھیجی جا رہی تھی ـــــــ جو گھن کی طرح ہمیں کھا رہی تھی ـــــــ جو دیمک کی طرح ہمیں چاٹ رہی تھی ـــــــ مگر ہم کو خبر نہ تھی ـــــــ اور اب تو وہ زمانہ بھی بیت گیا ـــــــ اب بھیجے نہیں جاتے یہیں تیار کئے جاتے ہیں اور پھر یہیں کھپائے جاتے ہیں کہلاتے ہمارے ہیں مگر کام ان کا کرتے ہیں ـــــــ

یہ سازشیں اٹھارہویں صدی کے آغاز سے شروع ہو چکی تھیں بلکہ اس سے بھی قبل ـــــــ برطانیہ کے محکمہ جاسوسی نے جزیرۂ عرب میں ۱۷۱۰ء میں ایک جاسوس متعین کیا جس کو عالم اسلام کو تباہ کرنے کے وہ گُر بتائے گئے جس سے تباہی یقینی ہو جائے" اس جاسوس کی ذاتی ڈائری سے (جو جنگ عظیم میں جرمنوں کے ہاتھ لگی) مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے ان کی قوت توڑنے اور ان کی شوکت کو ختم کرنے کے لئے وزارت نوآبادیات کی طرف سے جو ہدایات جاری کی گئیں وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں ـــــــ غور سے پڑھئے ـــــــ پھر اس کی روشنی میں ماضی قریب و بعید پر نظر ڈالئے ـــــــ حال کو دیکھئے اور مستقبل میں محتاط و ہوشیار رہئے ـــــــ یہ ہدایات ملاحظہ ہوں :ـــــــ

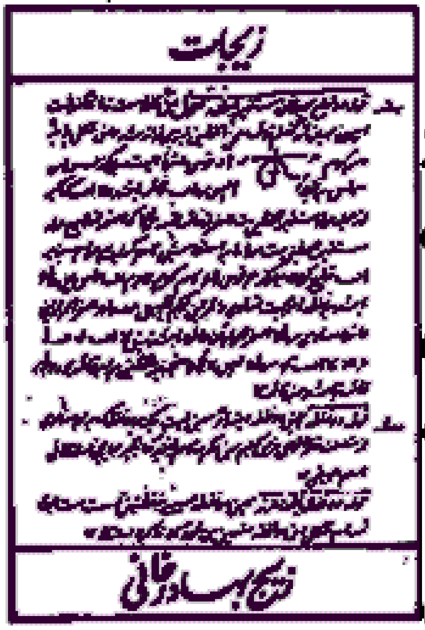

(۱) قرآن کی عزت و حرمت کو دل سے نکالا جائے (۲) مسلمان بچوں کو دینی مدارس میں جانے

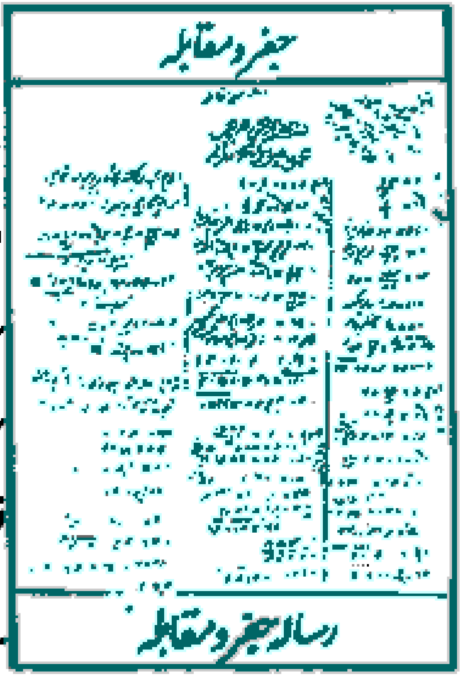

جبر و مقابلہ

رسالہ جبر و مقابلہ

سے روکا جائے (٣) علماء حق کو تہمت طرازیوں اور الزام تراشیوں سے بدنام کیا جائے (٤)
شہروں اور دیہاتوں میں دہشت گردوں کو اسلحہ فراہم کیا جائے اور غنڈوں اور ڈاکوؤں کی
حوصلہ افزائی کی جائے (٥) مسلم حکمرانوں کے مزاج کو بدلا جائے ان کو شراب نوشی اور عیاشی
کا عادی بنایا جائے (٦) ایسے افکار و نظریات کی تشہیر کی جائے جو قومی، علاقائی اور نسلی
تعصبات کو ہوا دیں اور ما قبل اسلام کی زبان و ثقافت اور تاریخی شخصیات کی طرف شدت
سے مائل ہو جائیں (٧) اسلامی احکام سے روگردانی کی ترغیب دی جائے، حرام امین دین کو
عام کیا جائے (٨) سود کے جواز کے لئے قرآن سے شہادتیں تلاش کی جائیں (٩) علماء کرام اور عوام کے درمیان خلیج
پیدا کی جائے (١٠) مسلمانوں کو یاد کرایا جائے کہ دین سے مراد صرف اسلام ہی نہیں بلکہ یہودیت اور نصرانیت بھی دین
کے عمومی معنیٰ میں شامل ہے (١١) مسلمانوں کے گھرانوں تک رسائی حاصل کر کے ان کے خاندانوں کو اس طرح بگاڑا جائے
کہ بزرگوں کی نصیحتیں بے اثر ہو جائیں اور وہ افراد تہذیب تمدن کا شکار ہو جائیں (١٢) پردہ کے خلاف بھرپور
جد و جہد کی جائے کہ عورتیں خود پردہ چھوڑ کر باہر آ جائیں (١٣) بزرگان دین کے مزاروں سے برگشتہ کیا جائے اور مزارات
کی زیارت کو خلاف شرع ثابت کیا جائے (١٤) آزاد خیالی کو ہوا دی جائے تاکہ ہر مسلمان آزادانہ سوچے (١٥)
مسلمانوں کی نسل کو کنٹرول کیا جائے اور ایسا قانون بنایا جائے کہ ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہ ہو (١٦)
نئے قوانین وضع کر کے شادی کے مسئلہ کو دشوار بنایا جائے (١٧) مسلمانوں کے درمیان کسی بھی نوعیت کا اختلاف
ہو اس کو ہوا دی جائے اور تفرقہ پیدا کیا جائے (١٨) مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
عالمی نہیں بلکہ علاقائی اور قبائلی بیداری کے لئے سعی فرمائی (١٩) اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے کے لئے بڑی طاقتوں

سے اشتراکِ عمل کیا جائے (۲۰) ماقبل اسلام کے آثار کو زندہ کیا جائے تاکہ مسلمان اسلام سے کٹتے جائیں (۲۱) اسلامی ممالک کے اہم شہروں کو غیر مسلم اقوام کے حوالے کیا جائے (۲۲) زنا، لواطت، شراب نوشی اور جوئے کو مسلمانوں میں پھیلایا جائے (۲۳) اہم اور شاہی عہدوں پر زرخرید لوگوں کا تقرر کیا جائے (۲۴) مسلم ممالک میں عربی زبان اور ثقافت کی راہیں مسدود کی جائیں اور ان کی جگہ قومی اور علاقائی زبانوں پر زور دیا جائے (۲۵) اسلامی ممالک کے سرکاری دفاتر کے لئے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو حکومت کے رازوں تک رسائی حاصل کرسکیں اور ان پر اثر انداز ہو کر غلط اور گمراہ کن مشوروں پر عمل کراسکیں (۲۶) مسلمان طلبہ و طالبات میں مذہب سے بیزاری پیدا کی جائے —— مشنری اسکولوں، کلبوں، جوانوں کی مختلف انجمنوں کے ذریعے اس کام کی تکمیل کی جائے (۲۷) ایسے اشخاص تیار کئے جائیں جو نئے مسلک و مذہب کا پرچار کریں، اس سے انکار کرنے والے کی تکفیر کریں، اس کی عزت و آبرو کو لوٹیں، اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو غلاموں کی طرح فروخت کریں اور اس کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں (۲۸) مسلمانوں کے مقابر اور زیارت گاہوں کو شرک و بت پرستی کے بہانے تاراج کیا جائے —— وغیرہ وغیرہ

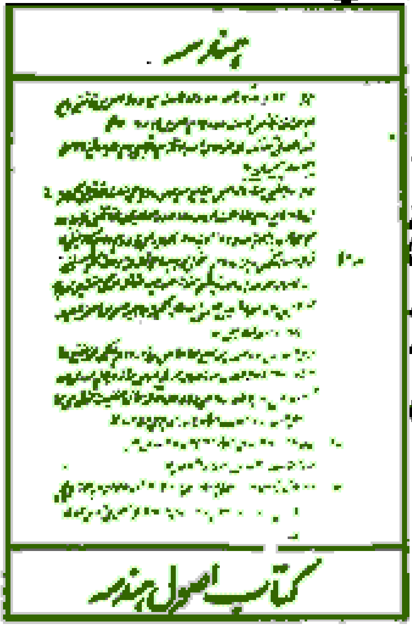
ہمفرے

کتاب اصول ہمفرے

یہ ہدایات اٹھارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں جاری کی گئی تھیں ——

خوب غور کریں اور دیکھیں کہ گذشتہ تین صدیوں میں ان ہدایات پر کہاں تک عمل ہوسکا اور کس کس نے عمل کیا اور ہم کس طرح شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمن کا آلۂ کار بنتے رہے ہیں —— کیا وہ ہمارے محسن ہیں جنہوں نے ان راہوں پر ہم کو لگایا جس کو ہمارے دشمنوں نے متعین کیا تھا یا وہ جنہوں نے ان راہوں سے ہم کو دور کیا اور قدم قدم پر ہم کو تنبیہ کرتے رہے —— ہوشیار و خبردار کرتے رہے ——

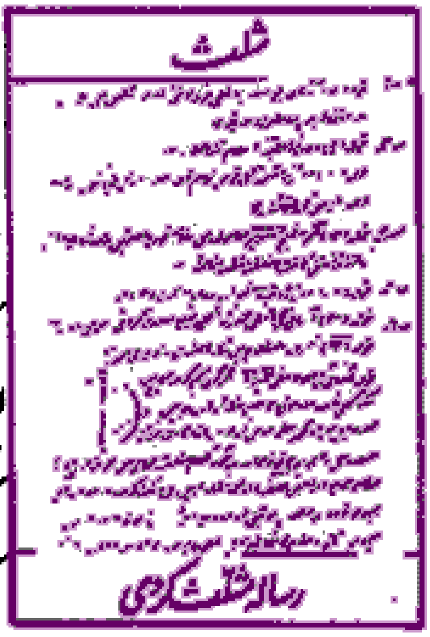

ماحول کیا ہے؟ ایک ویران جنگل ہے، بدلی چھائی ہوئی ہے، رات اندھیری ہے ـــــ چاروں طرف چوری چور ہیں ـــــ سامان پر نظر ہے ـــــ سونے والے سو رہے ہیں ـــــ امام احمد رضا جگا رہے ہیں، سونے والے نہیں اٹھتے ـــــ جھنجھلاتے ہیں لڑتے ہیں اور سو جاتے ہیں ـــــ وہ جگانے والا کبھی ماحول کی تاریکیوں کو دیکھتا ہے کبھی چوروں کو کبھی بے خبر سونے والوں کو ـــــ اس کو متاعِ کارواں کا غم کھائے جاتا ہے ـــــ کہیں لٹ نہ جائے ـــــ بیچارہ بے چین ہو کر ماہتابِ عرب و مہرِ عجم کو پکارتا ہے اور دل پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے ـــــ سنیئے سنیئے وہ کیا کہہ رہا ہے ؎

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے — سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں — تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

آنکھیں ملنا، جھنجھلا پڑنا، لاکھوں جمائی انگڑائی — نام پہ اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے؟

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو — دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

امام احمد رضا کے زمانے (۱۸۵۶ء/۱۹۲۱ء) میں مختلف مذہبی تحریکوں نے سر اٹھایا ـــــ ہر انقلاب اپنے ساتھ حرکت لاتا ہے آزادی کے بعد حرکتِ عروجی ہوتی ہے اور غلامی کے بعد حرکتِ نزولی ـــــ امام احمد رضا کی ولادت سے قبل تحریک ابن عبدالوہاب نجدی اور تحریک بالاکوٹ چل چکی تھیں ـــــ ۱۷۴۵ء میں محمد بن سعود کے تعاون سے ابن عبدالوہاب نے اپنی تحریک کا آغاز کیا، اسلامی آثار و مقابر کو ڈھایا، صحیح العقیدہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا کیونکہ وہ ابن عبدالوہاب کے خیال میں مشرک و بت پرست تھے ـــــ تحریک بالاکوٹ (۱۸۲۶ء ـ ۱۸۳۱ء) کے قائدین مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی تھے ـــــ ان حضرات نے ابن عبدالوہاب کی روش پر چل کر صوبہ سرحد

(پاکستان) میں انہی عقائد و افکار کا پرچار کیا اور بغاوت کے الزام میں خوش عقیدہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا ——— امام احمد رضا کے زمانے میں جمال الدین افغانی کی تحریکِ اتحادِ اسلامی بھی چلی ——— پھر ۱۸۸۲ء میں احمدی تحریک کا آغاز ہوا، اہلِ قرآن کی تحریک چلی ——— ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء میں مدرسہ دیوبند قائم ہوا، پھر علی گڑھ تحریک چلی، اس کے بعد ندوۃ العلماء کی تحریک چلی ——— امام احمد رضا کے وصال کے بعد مولانا محمد الیاس، مولانا مودودی اور غلام احمد پرویز کی تحریکیں چلیں ——— یہ ساری تحریکیں دورِ انحطاط کی یادگار ہیں ——— امام احمد رضا کے افکار و عقائد کا تعلق دورِ آزادی سے تھا، وہ عقائد و افکار جن کو پکتے پکتے صدیاں بیت چکی تھیں ——— امام احمد رضا کی استقامتِ فکر کی یہ شان ہے کہ وہ کسی تحریک سے متاثر نہ ہوئے ——— ہر آندھی ان کے نشیمنِ فکر سے ایسی گزر گئی جیسے ہوا کا ایک معمولی جھونکا ——— یہ ایک قابلِ توجہ اور حیرت انگیز بات ہے ——— دورِ غلامی میں پیدا ہونے والے تمام فرقے اسی ایک سوادِ اعظم سے ٹوٹے جس کے علمبردار امام احمد رضا تھے ———

◎

امام احمد رضا نے زندگی کے ہر شعبے میں ہم کو پیغام دیا ہے ——— مذہبیات، ادبیات، سیاسیات، معاشیات، معقولات، عمرانیات وغیرہ وغیرہ ——— ان کے پیغامات پر عمل کر کے ہم بہت کچھ پا سکتے ہیں ——— آپ بھی ان کی ہدایات کو گوشِ دل سے سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ دین و دنیا میں فلاح پا سکیں ———

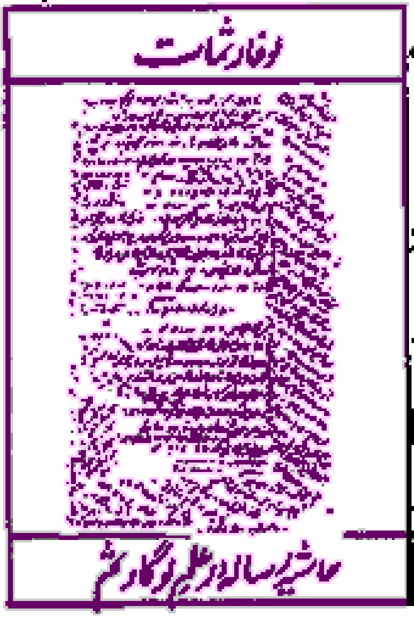

① عقیدۂ توحید پر سختی سے کاربند رہیے مگر ابلیس کی طرح اللہ کے محبوبوں سے منہ نہ موڑیے کہ راندۂ درگاہِ الٰہی ہوں ② حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کیجیے اور آپ سے ایسی والہانہ اور سرفروشانہ محبت رکھیے جو مطلوب و مقصودِ قرآن ہے، ہمارے دردوں کا مداوا اور دکھوں کا علاج ہے ③ دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ہرگز ہرگز اجرت نہ لیجیے، کوئی نذر پیش کرے قبول کر لیجیے کہ سنت ہے ④ مدارسِ عربیہ دینیہ کو مستحکم کیجیے کہ یہ مراکز، اسلامی تعلیمات و تہذیب کے گہوارے

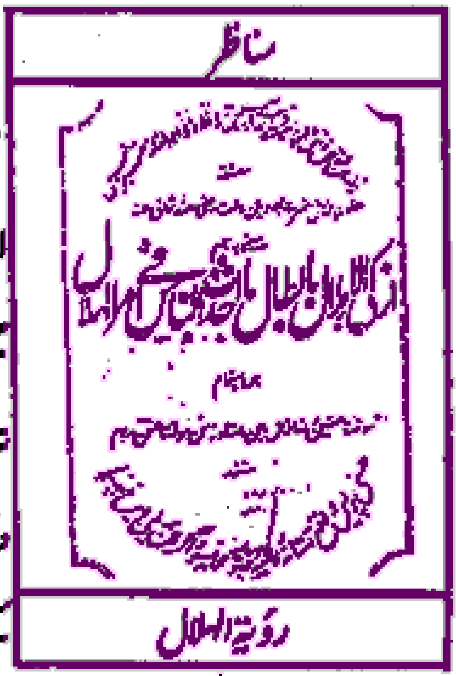

ہیں (۵) نصابِ تعلیم کی اساسی غرض و غایت خدا اور رسول کی معرفت ہو تاکہ پڑھنے والے انسان بنیں، بچوں کے دل میں بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کی محبت کا نقش جمائیے (۶) غیر مفید علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے تاکہ افراد کی توانائیاں اور اموال ضائع نہ ہوں (۷) جو لوگ مسلمانوں کے ظاہر و باطن میں دشمن اور بدخواہ ہیں ان سے کسی قسم کی دوستی نہ رکھئے، نہ ان سے تجارت کیجئے، نہ سیاسی معاہدات (۸) جو لوگ ظاہر میں مسلمانوں کے بدخواہ نہیں ان سے تجارت اور معاملات میں حرج نہیں البتہ سیاسی معاہدات اس صورت میں کیجئے جبکہ حال و مستقبل میں کسی ضرر و نقصان کا مطلق اندیشہ نہ ہو (۹) خام مال ملک سے باہر نہ بھیجئے بلکہ ملک کے اندر صنعتیں لگا کر ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیے (۱۰) تجارت میں کم سے کم نفع رکھئے (۱۱) فضول خرچیوں اور سودی قرضوں سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہئے کہ یہ عادت معیشت کو تباہ کر دیتی ہے اور افرادِ ملت میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہونے دیتی (۱۲) دورِ جدید کی تحقیقاتِ علمیہ سے ہرگز مرعوب نہ ہوں بلکہ حقائقِ قرآنیہ کی روشنی میں خود سائنسدانوں کو راہ دکھائیں کہ قرآن کا فرمان خالق کا فرمان ہے اور سائنس کی بات مخلوق کی بات ہے (۱۳) اخوت، صداقت، دیانت کو اپنا شعار بنائیے (۱۴) اپنے بھائیوں کی غلطیوں سے درگذر کیجئے اور اپنے نفس کی خاطر ذرا ذرا سی بات پر گرفت کر کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کیجئے ــــــ اتحاد رحمت ہے (۱۵) انگریزی تہذیب و تمدن سے دور رہیئے اور اپنی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھائیے افرادِ ملت میں خود اعتمادی اور عزتِ نفس پیدا کیجئے (۱۶) شریعت و طریقت جدا جدا نہیں طریقت کو عینِ شریعت سمجھئے ــــــ

امام احمد رضا نے انسان بنائے کہ ان کے آقا و مولی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی انسان بنائے تھے ـــــ زندگی کے ہر شعبے میں انسان ہی کی جلوہ گری ہے ـــــ انسان انسان نہ رہا تو دنیا ایک عظیم المیہ ہوگا، آج کی دنیا کا المیہ یہی ہے کہ ـــــ

آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا ـــــ امام احمد رضا انسان گر تھے بلکہ انہوں نے تو انسان گروں کو بنایا ـــــ ان کی اولاد، ان کے خلفاء اور ان کے تلامذہ سب انسان گر تھے ـــــ بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) علوم معقولہ و منقولہ کے فاضل اور عربی نظم و نثر میں کامل تھے صاحب تصنیف و تحقیق اور صاحب اخلاص و تقویٰ ـــــ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا خاں (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) بھی اسی شان کے بزرگ تھے اور فتوے نویسی میں کامل و اکمل ـــــ ان کا حلقۂ ارشاد بہت ہی وسیع تھا عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ ان کے جلوسِ جنازہ میں ۲۰ لاکھ افراد شریک تھے اور کیفیت یہ معلوم ہوتی تھی کہ سارا شہر میزبان ہے اور سارا عالم مہمان ـــــ دورِ جدید میں اتنا عظیم اجتماع پاک و ہند کی تاریخ میں نظر نہیں آتا ـــــ اس سے خانوادۂ امام احمد رضا کی ہمہ گیر مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

صاحبزادگان کے علاوہ عرب و عجم میں امام احمد رضا کے ایک سو سے زیادہ خلفاء تھے ان کے بعض تلامذہ و خلفاء تو ایسے صاحب علم و فضل ہیں کہ ان پر کسی بھی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا جا سکتا ہے مثلاً صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، برہان الملّۃ مولانا محمد برہان الحق جبلپوری، مبلغ اسلام مولانا محمد عبد العلیم میرٹھی، ظفر الملّۃ علامہ محمد ظفر الدین بہاری، محبان الہند علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، حجۃ الاسلام مولانا محمد عبد السلام جبلپوری، محدث اعظم علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری، ابو البرکات مولانا سید احمد الوری وغیرہ وغیرہ ـــــ پھر خلفاء و تلامذہ کے تلامذہ و خلفاء بھی اس شان کے ہیں جن پر تحقیقی کام ہو سکتا ہے ـــــ

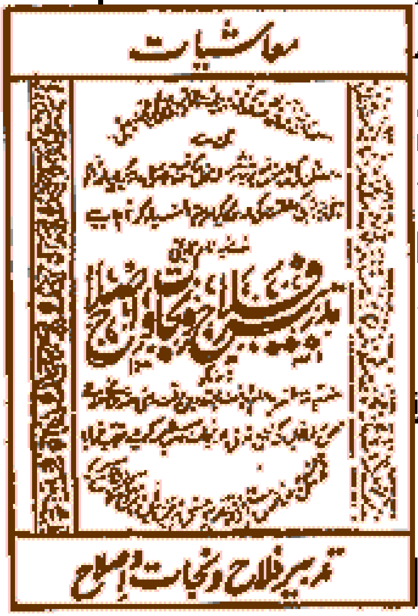

صاحبزادگان، خلفاء و تلامذہ کے علاوہ امام احمد رضا نے ایک عظیم علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جس میں

تصانیف بھی ہیں، شروح و حواشی بھی، تعلیقات و تراجم بھی، مکتوبات و مواعظ بھی، مقالات و مضامین بھی، منظومات و قصائد بھی ——— صرف تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے جو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں اور ۵۵ علوم و فنون پر پھیلی ہوئی ہیں ——— امام احمد رضا ایک جہانِ علم تھے ———

ملک و بیرونِ ملک ان پر کام ہو رہا ہے ——— مرکزی مجلس رضا لاہور گذشتہ بیس سال سے امام احمد رضا پر تحقیقی لٹریچر چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں مفت تقسیم کر رہی ہے ——— دوسرے ادارے بھی سرگرم عمل ہیں، مثلاً مجلس رضا، مانچسٹر، انگلینڈ، مجلس رضا، کراچی، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی، ادارۂ تصنیفاتِ امام احمد رضا، کراچی۔ ان دونوں اداروں نے نہایت ہی عرق ریزی کے ساتھ نہایت ہی اہم لٹریچر شائع کیا ہے ——— رضا اکیڈمی، بمبئی (بھارت)، رضا اکیڈمی، چاٹگام (بنگلہ دیش)، رضا اکیڈمی، رام پور، ادارۂ تصنیفات رضا، بریلی، المجمع الاسلامی، مبارکپور (بھارت)۔ یہ ادارے کئی سال سے امام احمد رضا پر مسلسل لٹریچر شائع کر کے علمی دنیا میں اہم کردار ادا کر رہا ہے ——— ان اداروں کے علاوہ اور بہت سے ادارے اور ناشرین ہیں جو امام احمد رضا سے متعلق مطبوعات شائع کر رہے ہیں، ان میں سر فہرست یہ ہیں: رضا پبلی کیشنز، لاہور۔ مکتبہ قادریہ، لاہور۔ نوری بکڈپو، لاہور۔ مکتبہ رضویہ، کراچی۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی۔ مکتبہ ستقامت، کانپور۔ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ۔ مکتبہ سجادیہ، لاہور۔ مکتبہ نبویہ، لاہور ———

نشر و اشاعت کے کام کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اب اس کا سلسلہ برِ اعظم ایشیا سے نکل کر برِ اعظم یورپ، برِ اعظم امریکا اور برِ اعظم افریقہ تک جا پہنچا ہے ——— پاک و ہند میں پٹنہ یونیورسٹی، جبلپور یونیورسٹی، علیگڑھ یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی، سندھ یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی وغیرہ میں کام ہوا ہے اور کچھ کام ہو رہا ہے۔ افریقہ میں ڈربن یونیورسٹی، یورپ میں نیو کاسل یونیورسٹی، لندن یونیورسٹی، لیڈن یونیورسٹی میں کام ہوا ہے ——— امریکہ میں برکلے یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی، انسٹیٹیوٹ آف انڈین اسٹڈیز، شکاگو میں بھی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ———

امام احمد رضا کی علمی شخصیت دنیا کے اہلِ علم کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہے ——— عالم یہ ہے کہ ؎ ہر لحظہ نیا طور، نئی برقِ تجلی ———

پاک و ہند کی جامعات کے ارباب حل و عقد اور اہل دانش و حکمت اپنی اپنی دانش گاہوں میں امام احمد رضا پر کام کرائیں، ان کے علمی ذخیرے کے عکس اپنے پاس محفوظ کریں وہ ایک جامع العلوم شخصیت کے مالک اور عبقری تھے ان کی علمی شخصیت پاک و ہند کے لئے باعث فخر ہے اور دنیا کے سامنے فخر سے پیش کی جا سکتی ہے ——

◎

اس وقت جوانان ملت سخت اضطراب کے عالم میں ہیں —— ہر فرقہ اسلام کی بات کر رہا ہے —— جائیں تو کہاں جائیں —— چلیں تو کس سے چلیں —— چلیں تو کدھر چلیں —— بعض کہتے ہیں کہ کسی کے پیچھے نہ چلیں بس اسلام کے پیچھے چلیں —— مگر جب ہم فکر و عمل کی دنیا میں آئیں گے تو کسی نہ کسی کے پیچھے چلنا پڑے گا —— اس کے بغیر آگے چلنا ممکن نہیں —— ہم میں سے ہر شخص عالم و محقق نہیں جو اپنا راستہ خود متعین کرے —— بہتر یہ ہوگا ہم یہ دیکھیں، (۱) کس جماعت نے ۱۸۵۷ء سے قبل دور اقتدار اور ۱۸۵۷ء کے بعد دور غلامی میں سر اٹھایا اور نئے فکر کی بنیاد رکھی! (۲) کس جماعت کا فکری تعلق دور آزادی سے پہلے دو صدی یا کم رہا ہے جو صدیوں سے چلی جا رہی ہے؟ (۳) کس جماعت کے عقائد صدیوں تک جمہور کے عقائد رہے (۴) کس جماعت کے عقائد و افکار ترغیبات و ترہیبات اور جبر و استبداد کے ذریعے پھیلائے گئے؟ (۵) اسلام کی تمام علمبردار جماعتوں کے اکابر کا سلسلۂ فکر و نظر ماضی میں کن حضرات سے ملتا ہے اور ان کے عقائد و افکار کیا تھے؟

حضرت مجدد الف ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہم الرحمہ

اکابر ملت کو پاک و ہند کے ہر گوشے میں مانا اور تسلیم کیا جاتا ہے —— ان حضرات نے جن عقائد و افکار کی تصدیق و توثیق کی وہی عقائد و افکار صدیوں سے چلے آ رہے ہیں اور ہر نئی جماعت کا تعلق انہی عقائد سے رہے —— یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے جو نوجوان طبقے کو نہیں معلوم —— امام احمد رضا نے یہی بتایا کہ مسلمان صدیوں تک کس راہ پر چلتے رہے —— انہوں نے اپنے قلم سے ان راہوں کو روشن کیا —— اب ہر جماعت یہ سمجھتی ہے کہ اس کی تعلیمات و تشریحات صحیح ہیں —— لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ ہزاروں لاکھوں

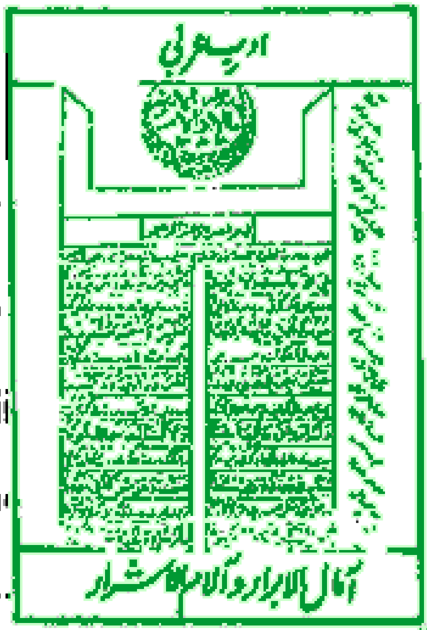

صلحاءِ اُمت نے اسلام کی جو تعبیرات و تشریحات پیش کی ہیں وہ غلط ہوں ــــ عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی ــــ وہی صحیح ہے جو صدیوں تک صحیح سمجھا گیا اور جسے عالمِ اسلام نے قبول کیا ــــ اب وہ سب کچھ اس عالمی جماعت کے پاس ہے جس کو سوادِ اعظم کہا جاتا ہے ــــ جس کے اہم مراکز حرمین شریفین رہے ہیں، بصرہ و بغداد رہے ہیں، سمرقند و بخارا اور شیراز رہے ہیں، قسطنطنیہ و قرطبہ اور قاہرہ رہے ہیں، منصورآباد و ٹھٹھہ رہے ہیں، لاہور، قصور اور سیالکوٹ رہے ہیں ــــ سرہند و اجمیر اور دہلی رہے ہیں ــــ بریلی و بدایوں رہے ہیں ــــ تونسہ شریف و سیال شریف و گولڑہ شریف رہے ہیں ــــ پاکپتن شریف و مہار شریف رہے ہیں ــــ علی پور شریف و شرقپور شریف رہے ہیں ــــ مارہرہ شریف و کچھوچھہ شریف اور فرنگی محل رہے ہیں ــــ خیرآباد و پیلی بھیت رہے ہیں ــــ ایک مرکز ہو تو نام بتایا جائے ــــ بیسیوں مراکز عالمِ اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں ــــ ہاں یہی وہ سوادِ اعظم ہے جس نے ملتِ اسلامیہ کو ایک عظیم علمی ذخیرہ دیا ــــ جس نے ہزاروں نہیں لاکھوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں ــــ امام احمد رضا اسی عالمی جماعت کے قائد و رہبر تھے جو اللہ کی وحدانیت اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و ختمیت پر یقین رکھتی ہے ــــ جس کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ و جاں نثارانہ محبت ہے ــــ جس کو اہلِ بیت سے محبت ہے، ازواجِ مطہرات سے محبت ہے، صحابہ سے محبت ہے، تابعین و تبع تابعین سے محبت ہے، ائمہ اربعہ سے محبت ہے، سلاسلِ اربعہ سے محبت ہے، محدثین و فقہاء سے محبت ہے، اولیاءِ امت سے محبت ہے، صلحاءِ امت سے محبت ہے اور ہر عاشقِ رسول سے محبت ہے ــــ یہ جماعت صرف محبت کی بات کرتی ہے اور محبت نہ کرنے والوں سے نفرت کرتی ہے ــــ جو ساری امت کو محبتِ رسول کے نکتے پر جمع کرتی ہے ــــ بیشک یہ جماعت عالمی جماعت ہے ــــ اسی کو سوادِ اعظم اہلِ سنت کہا جاتا ہے ــــ امام احمد رضا اس عالمی جماعت کے رہبر و رہنما، مقتدا و پیشوا ہیں۔

راقم سولہ برس سے امام احمد رضا کا مطالعہ کر رہا ہے ــــ اتنی مدت ایک انسان کو سمجھنے کے لئے کم نہیں ــــ راقم نے محسوس کیا

کہ امام احمد رضا کا ظاہر و باطن ایک ہے ـــــ ان کے دل، ان کے دماغ، ان کی زبان، ان کے اقوال، ان کے اعمال میں ایسی یک رنگی ہے جو انیسویں بیسویں صدی میں پیدا ہونے والی کسی مذہبی جماعت کے قائد و رہنما میں نہیں ـــــ امام احمد رضا کی نظر ماضی پر بھی ہے ـــــ حال پر بھی اور مستقبل پر بھی ـــــ ایسا عظیم مدبر و مفکر ماضی قریب میں نظر نہیں آتا ـــــ ان کے دل میں عشق مصطفےٰ کی آگ سُلگ رہی تھی، دہک رہی تھی ـــــ ایسا جلتا ہوا دہکتا ہوا سینہ کسی کا نہ تھا ـــــ

اِس وقت عالم اسلام کا عجب حال ہے ـــــ دلوں میں فساد، ذہنوں میں فساد، گھروں میں فساد، مدرسوں میں فساد، مسجدوں میں فساد، صحراؤں میں فساد، کہساروں میں فساد، دریاؤں میں فساد، شہروں میں فساد، بازاروں میں فساد، گلی کوچوں میں فساد، جدھر دیکھئے فساد ہی فساد ہے ـــــ اِن ناسازگار حالات میں امام احمد رضا کی قیادت و رہنمائی ہماری کایا پلٹ سکتی ہے خصوصاً برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے مسلمانوں کی ـــــ بیشک وہ ہمارے قائد و رہنما ہیں ـــــ وہ ہر اس شخص کے قائد و رہنما ہیں جو اسلام کا سچا درد رکھتا ہو، جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھتا ہو ـــــ امام احمد رضا کی شخصیت پہلو دار ہے ایسی پہلو دار شخصیت انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں نظر نہیں آتی ـــــ وہ مفسرین کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ محدثین کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ فقہاء کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ علماء کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ سیاستدانوں کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ سائنسدانوں کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ محققین کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ عابدوں، زاہدوں کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ شعراء کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ مزدوروں کیلئے بھی قائد ہیں ـــــ وہ غریبوں کے لئے بھی قائد ہیں ـــــ ان کی قیادت ہمہ گیر و عالمگیر ہے ـــــ ان کی شخصیت ہر شعبۂ زندگی پر چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی اور ہر مسلک و فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں دانشوروں نے امام احمد رضا کی عظمت کو تسلیم کیا ہے ـــــ

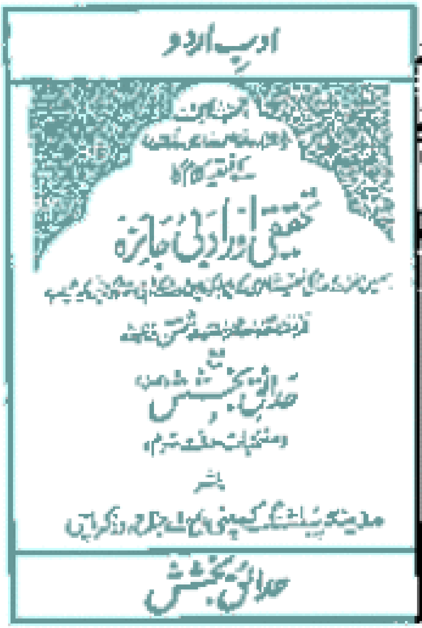

امام احمد رضا نے اس وقت اتحاد کی بات کی جب ملت کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا ـــــ افراد ملت ٹوٹ

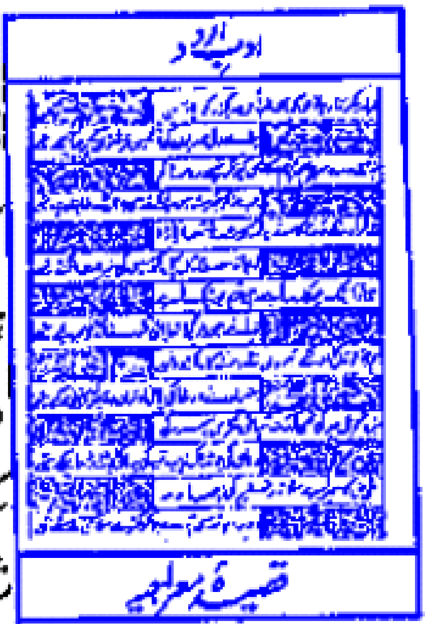

ٹوٹ کر ادھر اُدھر جا رہے تھے ــــ عجب انتشار کا عالم تھا اتحاد کی بات کرنا لاجرم تھا اور افتراق کی بات کرنا لائق تحسین ــــ وہ دور گذر گیا ــــ پھر اور کھوٹا سامنے آگیا ــــ اب اتحاد کی بات ہونی چاہئے ــــ اب تبلیغ کا دائرہ کی بات ہونی چاہئے ــــ مدارس اسلامیہ کے تمام حضرات، واعظین اور مشائخ طریقت بھی اپنی ذمہ داریاں پوری فرمائیں اپنے لئے اور اپنے مدرسوں اور خانقاہوں کے لئے کام کرتے ہیں مگر ان دائروں سے نکل کر بھی دیکھیں جو حضرات اور ادارے اہل سنت کا لٹریچر شائع کر رہے ہوں ان سے بھرپور تعاون کریں ان کے خلوص و خدمت کی قدر کریں ان کی مطبوعات کو اپنے حلقۂ اثر میں پھیلائیں اور مطالعہ کی ترغیب دیں ــــ اجتماعی مزاج پیدا کریں ــــ اجتماعی سوچ پیدا کریں ــــ انفرادیت کو چھوڑیں اجتماعیت کے لئے کام کریں ــــ ہر عاشق رسول کو اپنا بھائی تصور کریں ــــ عشق رسول کو تعلقات کی اساس بنائیں ــــ جو عشق رسول کی بات کرے اسے گلے لگائیں ــــ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نچھاور کرنے کیلئے تیار ہو اُسے دل میں جگہ دیں ــــ جو ناموس مصطفی پر اپنی عزت و آبرو مٹانے کیلئے تیار ہو اس کو آنکھوں پر بٹھائیں ــــ علاقائیت کا عفریت ہماری صفوں میں داخل ہو رہا ہے عشق کی قوت سے اس کو نیست و نابود کر دیں اور ایسے مل جل کر رہیں کہ عہد نبوی کی یاد تازہ ہو جائے ــــ

ہاں بازار طائف میں اس جسم نازنیں سے لہو کی ٹپکتی بوندوں کا واسطہ ــــ جعفر طیار کے بکھرے ٹکڑوں کا واسطہ ــــ شعب ابی طالب کے بھوک سے نڈھال جسموں کا واسطہ ــــ عالم اسلام کے شہیدوں کی تڑپتی لاشوں اور بلکتے مظلوموں کی ٹوٹتی آہوں کا واسطہ ــــ اپنے اندر اتحاد پیدا کیجئے ــــ اتفاق پیدا کیجئے ــــ آپ کے اسلاف جن راہوں پر چلے تھے انہی راہوں پر چلئے ــــ دشمن کو پہچانئے ــــ اپنے بیگانوں میں تمیز کیجئے ــــ ظلم بھی کریں تو برداشت کیجئے ــــ امام احمد رضا کا یہی فرمان ہے ــــ ان کی بدخواہی نہ کیجئے خیر خواہی میں جان دے دیجئے ــــ

کالی کملی والے آقا کے غلامو! ـــ تم کب تک سوتے رہو گے، جاگ جاؤ اور دوسروں کو جگاؤ ـــ تم رحمت کی برکھا ہو ـــ سارے عالم پر چھا جاؤ ـــ سارے عالم پر برس جاؤ ـــ دیکھو دیکھو ـــ دنیا کے سربراہانِ مملکت کو دیکھو ـــ ان میں کیسے کیسے لوگ ہیں جو حکومت کر رہے ہیں ـــ تم تو محمدِ مصطفٰے کے غلام ہو ـــ تم سارے عالم کے آقا ہو کہ محمدِ مصطفٰے کو سارے عالم کے لئے بھیجا گیا ہے ـــ تم عالم کی شیرازہ بندی کے لئے آئے ہو، ہاں ؏ ـــ

کہ کُشا ہو جا سررشتۂ ربطِ عالم ہے تو

حقوق بحق ناشر محفوظ

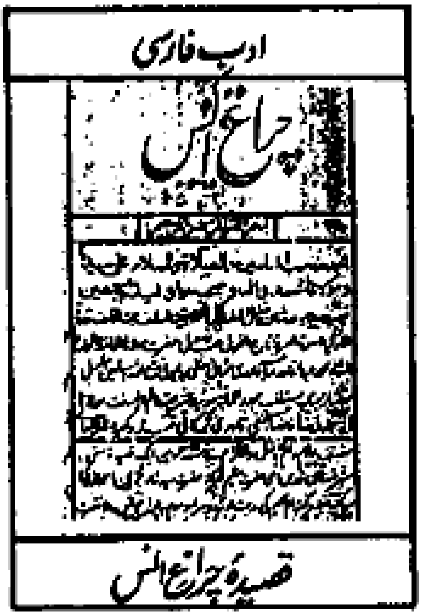

امام احمد رضا پر دیگر مطبوعات

۱......تدبیر فلاح ونجات واصلاح، امام احمد رضا

☆

۲......سرتاج الفقھاء، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۳......خوب وناخوب، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۴......عشق ہی عشق، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۵......غریبوں کے غمخوار، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۶......گناہ بے گناہی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۷......محدث بریلوی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۸......گویا دبستان کُھل گیا، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۹......امام احمد رضا کا عظیم اصلاحی منصوبہ، ڈاکٹر محمد ہارون

۱۰......امام احمد رضا اور مسعود ملت، نبیلہ اسحاق چودھری

☆

۱۱......امام احمد رضا اور عالم اسلام، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۲......عبقری الشرق مولانا احمد رضا خاں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۳......فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۴......امام احمد رضا اور علوم جدیدہ وقدیمہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۵......امام احمد رضا دارالعلوم منظر اسلام، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۶......امام احمد رضا اور عالمی جامعات، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۷......امام احمد رضا کی عالمی اہمیت، ڈاکٹر محمد ہارون (رضا اکیڈمی، یوکے)

☆

۱۸......امام احمد رضا اور حضراتِ نقشبندیہ، ابوالسرور محمد مسرور احمد

☆

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

۲/۶،۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادراۂ مسعودیہ

۲/۵،۶۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 6614747

۲۔ ضیاءالاسلام پبلی کیشنز۔

ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم،اے، جناح روڈ،

عیدگاہ کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ فرید بک اسٹال

38۔اردو بازر، لاہور، فون: 042-7224899-7312173

۴۔ ضیاءالقرآن

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی فون: 2630411-2210212

۵۔ مکتبہ غوثیہ

پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلّہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵

فون: 4910584-4926110

۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم

کنڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان

رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

Islamic Republic of Pakistan

ادارۂ مسعودیہ۔ کراچی IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI